بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 40

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

19 ربیع الاوّل 1445 ہجری قمری ● 5 اخاء 1402 ہجری شمسی ● 5 اکتوبر 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ؕ قُلۡ فَمَنۡ یَّمۡلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیۡـًٔا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ یُّهۡلِکَ الۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا

(سورۃ المائدہ:16)

ترجمہ: یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ یقیناً اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔ تُو کہہ دے کہ کون ہے جو اللہ کے مقابل پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہے، اگر وہ فیصلہ کرے کہ مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو نابود کرے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 ستمبر 2023 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے، پھر کس قدر بے حیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازہ پر ناک رگڑتا پھرے

متقی کیلئے خود اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے، اُس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہوسکتا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے

دنیا میں لوگ حکام یا دُوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اُٹھانے کی ایک خیالی اُمید پر ان کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں۔ یہانتک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمت گاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے؛ حالانکہ اگر وہ حاکمِ راضی اور خوش بھی ہوجاوے، تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقعِ مخصوص پر نفع پہنچنے کی اُمید ہوسکتی ہے۔ اس خیالی اُمید پر انسان اُس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے کہ مَیں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اُٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی اُمید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے مگر اُس مُعطیِ حقیقی کی جس نے بدوں کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہا فضل کیے ہیں، ذرا بھی پروانہیں کرتا؛ حالانکہ اگر وہ انسان اُس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو کیا؟ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالیٰ کے بدُوں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ نفع اُٹھائے، نفع پہنچانے والا یا خود یہ اس دنیا سے اُٹھ جائے یا کِسی ایسی خطرناک مرض میں مبتلا ہوجائے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے اُٹھا نہ سکے۔ غرض اصل بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم انسان کے شاملِ حال نہ ہو انسان کسی سے کوئی فائدہ اُٹھا ہی نہیں سکتا۔ پھر جبکہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے، پھر کس قدر بے حیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازہ پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خداترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اُس کا حق نہیں ہے۔ متقی کیلئے خود اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے۔ اُس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا ولی اور مربی ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کرلیتے ہیں، اُن کے ساتھ وہ رأفت اور محبت کرتا ہے؛ چنانچہ خود فرماتا ہے وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (البقرۃ:208)

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 493، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اگر کوئی غیر مدعو مدعوین کے ساتھ آجائے

(2456) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی انصاری شخص کا، جسے ابوشعیبؓ کہتے تھے ایک غلام تھا جو قصّاب تھا۔ ابوشعیبؓ نے اُسے کہا: میرے لئے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو۔ شاید میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دوں۔ آپؐ سمیت پانچ آدمی ہوں گے اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے معلوم کیا کہ آپؐ کو بھوک ہے۔ چنانچہ اُس نے آپؐ کو کھانے کیلئے بلایا اور ان کے ساتھ ایک اور آدمی ہولیا جو بلایا نہ گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی ہمارے ساتھ آگئے ہیں۔ کیا تم انہیں اجازت دیتے ہو؟ اُس نے کہا: ہاں۔

جھگڑالو اللہ کو سخت ناپسند ہے

(2457) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: آدمیوں میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت اللہ کے نزدیک وہ آدمی ہے جو جھگڑالو ہو۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المظالم، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

لمبے مصائب سے گھبرانا نہیں چاہئے، ہم سے پہلے مسیحی جماعت کو تین سو نو سال تک دکھ دیئے گئے لیکن انہوں نے صبر سے کام لیا اور آخر اس صبر کا نہایت شیریں پھل کھایا، پس تم کو جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اپنے کام میں لگے رہنا چاہئے اور استقلال سے مصائب کا مقابلہ کرنا چاہئے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ کہف آیت 26 وَلَبِثُوۡا فِیۡ کَهۡفِهِمۡ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیۡنَ وَازۡدَادُوۡا تِسۡعًا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس آیت میں قدیم اصحاب کہف کی مصیبتوں کا زمانہ بتایا ہے جس زمانہ تک کہ ان پر ظلم ہوتے رہے اور ان کو بار بار غاروں میں جاکر چھپنا پڑا۔ فرماتا ہے کہ وہ تین سو نو سال کا زمانہ ہے۔ تاریخ سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ یہ مصائب کا زمانہ حضرت مسیحؑ کے صلیب پانے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور پورا امن کانسٹنٹائن (بانی قسطنطنیہ) کے عیسائی ہوجانے کے وقت حاصل ہوا ہے۔ کانسٹنٹائن 337ء میں عیسائی ہوا ہے جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے (انسائیکلوپیڈیا برٹینکا، جلد 5، صفحہ 676) بظاہر یہ زمانہ قرآنی بیان کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن جب ہم مسیحی تاریخ پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے۔ اصل سال جس میں کانسٹنٹائن بادشاہ روم عیسائی ہوا 309ء ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ خود مسیحی جغرافیہ نویسوں نے تسلیم کیا ہے کہ مسیحی کلنڈر میں غلطی ہوگئی ہے چنانچہ آرچ بشپ اشرز (Ushers) نے اپنی کتاب علم تاریخ (Chronology) میں اور ڈاکٹر کتو Kitto نے اپنی کتاب ''ڈیلی بائبل السٹریشنز'' میں ثابت کیا ہے کہ جو تاریخ مسیحی کلنڈر میں واقعہ صلیب کی دی گئی ہے وہ غلط ہے اور یہ غلطی 527ء میں لگی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخ سے صرف چار یا چھ سال پہلے مسیحؑ پیدا ہوئے تھے۔ پس اس وقت ان کی عمر صرف چار سے چھ سال تک کی ہوتی ہے لیکن وہ صلیب پر تینتیس سال کی عمر میں لٹکائے گئے تھے۔ اب اس بیان کے مطابق اگر چار اور چھ کی اوسط نکال لی جائے تو پانچ بنتی ہے چونکہ مسیح کو صلیب تینتیسویں سال میں دیا گیا تھا اس لئے مسیحی سن میں سے اٹھائیس سال منہا کرنے پڑینگے کیونکہ مسیحی کلنڈر سے اٹھائیس سال بعد صلیب کا واقعہ ہوا ہے۔ اب اٹھائیس سال کو 337ء میں سے نکالو تو پورے 309ء سال ہوتے ہیں۔ یہ تو مسیحی روایات کو صحیح تسلیم کرکے ہے ورنہ اگر یہ شہادت نہ بھی ہو تب بھی قرآن کریم جس کی سب خبریں بائبل کے مقابل میں صحیح ثابت ہوتی ہیں اس کی بات کو بہر حال مقدم رکھنا ہوگا۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ لمبے مصائب سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ ہم سے پہلے مسیحی جماعت کو تین سو نو سال تک دکھ دیئے گئے لیکن انہوں نے صبر سے کام لیا اور آخر اس صبر کا نہایت شیریں پھل کھایا۔ پس تم کو جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اپنے کام میں لگے رہنا چاہئے اور استقلال سے مصائب کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 440، مطبوعہ 2010 قادیان)

اس شمارہ میں

- اداریہ: جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار منصف کے اعتراضات کا جواب
- خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 15 ستمبر 2023 (مکمل متن)
- نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- اعلان نکاح فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)
- ممبران نیشنل مجلس عاملہ ناروے کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات
- خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب
- نماز جنازہ حاضر و غائب
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار“

(منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام)......(8)

جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار ’منصف‘ حیدر آباد کے اعتراضات کا جواب

گزشتہ سات شماروں سے ہم اخبار ”منصف“ حیدر آباد کے، بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراضات کی تفصیل اور اسکا پس منظر 17/اگست کے شمارہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ منصف کا ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ :

”مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت، محدثیت، مہدویت، مثلیت مسیح، مسیحیت، ظلی نبی، بروزی نبی، حقیقی نبی، ظل محمد ﷺ حتی کہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے باوجود اس کو ماننے والے خود کو احمدی مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں اور یہ اُمید رکھتے ہیں کہ مسلمان بھی انہیں ایسا ہی خیال کریں۔“

گزشتہ دو شماروں میں ہم نے مجددیت، محدثیت، مہدویت، مثلیت مسیح، مسیحیت، کے اعتراض کا جواب دے دیا ہے۔ اب ہم حقیقی نبی کے اعتراض کا جواب دیں گے۔ منصف کے مندرجہ بالا اعتراض سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپؑ کو حقیقی نبی بھی کہا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اخبار منصف کے ایڈیٹر کا فرض ہے کہ وہ ہمیں دکھائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو کب اور کہاں حقیقی نبی قرار دیا ہے؟ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی کسی بھی تحریر میں اپنے آپ کو حقیقی نبی قرار نہیں دیا۔ آپؑ نے ہمیشہ اپنے آپ کو ظلی اور بروزی نبی قرار دیا جس سے ہمیشہ آپ کی مُراد یہ رہی ہے کہ آپؑ آنحضرت ﷺ کے ظل تھے اور جو کچھ بھی آپؑ کو ملا وہ آنحضرت ﷺ کی متابعت اور پیروی کے نتیجہ میں ملا۔ اور اسکے مقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی نبوۃ کی اصطلاح استعمال فرماتے تھے جس سے مُراد آپ شرعی نبوت لیتے تھے یا ایسی نبوت لیتے تھے جو کسی شرعی نبی کی پیروی کے بغیر براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔ پس جہاں کہیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت کا اقرار و اعلان کیا ہے وہ ظلی اور بروزی نبوت اور اُمتی نبوت ہے اور حقیقی نبوت سے آپؑ نے ہمیشہ انکار کیا ہے۔ اس تعلق میں آپؑ کی اپنی تحریرات ذیل میں ہم پیش کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

”وَمَنْ قَالَ بَعْدَ رَسُوْلِنَا وَسَيِّدِنَا اِنِّیْ نَبِیٌّ اَوْرَسُوْلٌ عَلٰی وَجْهِ الْحَقِيْقَةِ وَالْاِفْتِرَاءِ وَتَرْكِ الْقُرْاٰنِ وَاَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ الْغَرَّاءِ فَهُوَ كَافِرٌ كَذَّابٌ ۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوّت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت ﷺ کے دامنِ فیض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اُس پاک سر چشمہ سے جُدا ہو کر آپ ہی براہِ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے۔“ (انجام آتھم، رُوحانی خزائن جلد 11، صفحہ 27، 28 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور اللہ کی قسم! مَیں ہی وہ مسیح موعود ہوں جس کی آخری زمانہ میں اور گمراہی کے پھیل جانے کے دنوں میں آمد کا وعدہ دیا گیا تھا اور یقیناً عیسیٰ فوت ہو چکا ہے اور تثلیثی مذہب باطل ہے......اور سلسلہ نبوت تو ہمارے نبی ﷺ کے بعد منقطع ہو گیا اور فرقان حمید جو تمام صُحُفِ سابقہ سے بہتر ہے، کے بعد کوئی اور کتاب نہیں اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور شریعت ہے۔ البتہ خیر البریہ ﷺ کی زبان مبارک سے میرا نام نبی رکھا گیا اور یہ آپ کی کامل اتباع کی برکات کی وجہ سے ایک ظلی امر ہے۔ اور مَیں اپنی ذات میں کوئی خوبی نہیں پاتا اور مَیں نے جو کچھ پایا اس پاک نفس سے پایا۔ میری نبوت سے اللہ کی مُراد محض کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اس سے زائد کا ارادہ کرے۔ یا وہ اپنے آپ کو کوئی شئے سمجھے یا جو حضور ﷺ کی غلامی سے اپنی گردن کو باہر نکالتا ہو اور یقیناً ہمارے رسول خاتم النّبیین ہیں۔ آپ پر سلسلہ مرسلین منقطع ہو گیا۔ پس کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے رسول پاک کے بعد نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرے اور آپ کے بعد سوائے کثرت مکالمہ اور کچھ باقی نہیں رہا اور وہ بھی اتباع کی شرط کے ساتھ ہے نہ کہ خیر البریہ کی متابعت کے بغیر۔ اور اللہ کی قسم مجھے یہ مقام صرف اور صرف مصطفوی شعاعوں کی اتباع کے انوار سے حاصل ہوا ہے۔

اور اللہ کی طرف سے مجھے حقیقی طور پر نہیں بلکہ مجازی طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے۔ اس طرح یہاں اللہ اور اس کے رسول کی غیرت جوش میں نہیں آتی، کیونکہ میری پرورش نبی کریم ﷺ کے پروں کے نیچے کی جارہی ہے اور میرا یہ قدم نبی ﷺ کے قدموں کے نیچے ہے۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ مَیں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ مَیں نے اسی وحی کی پیروی کی ہے جو میرے ربّ کی طرف سے مجھے کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد مَیں مخلوق کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتا اور قیامت کے روز ہر شخص سے اس کے عمل کی پُرسش کی جائے گی اور اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ (اُردو ترجمہ الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی، صفحہ 154)

اس عبارت میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو مرتبہ مستقل نبوت سے انکار کیا ہے۔ ہم عربی عبارت کا وہ حصہ بھی ذیل میں درج کر دیتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

(1) ”وَاِنَّ رَسُوْلَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَعَلَيْهِ انْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ الْمُرْسَلِيْنَ فَلَيْسَ حَقُّ اَحَدٍ اَنْ يَّدَّعِیَ النُّبُوَّةَ بَعْدَ رَسُوْلِنَا الْمُصْطَفٰی عَلَی الطَّرِيْقَةِ الْمُسْتَقِلَّةِ۔“

یقیناً ہمارے رسول خاتم النّبیین ہیں۔ آپ پر سلسلہ مرسلین منقطع ہو گیا۔ پس کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے رسول پاک کے بعد نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرے۔

(2) ”سُمِّيْتُ نَبِيًّا مِنَ اللّٰهِ عَلٰی طَرِيْقِ الْمَجَازِ لَا عَلٰی وَجْهِ الْحَقِيْقَةِ فَلَا تَهِيْجُ هٰهُنَا غَيْرَةُ اللّٰهِ وَلَا غَيْرَةُ رَسُوْلِهٖ فَاِنِّیْ اُرَبّٰی تَحْتَ جَنَاحِ النَّبِیِّ وَقَدَمِیْ هٰذَا تَحْتَ الْاَقْدَامِ النَّبَوِيَّةِ۔“

اللہ کی طرف سے مجھے حقیقی طور پر نہیں بلکہ مجازی طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے۔ اس طرح یہاں اللہ اور اس کے رسول کی غیرت جوش میں نہیں آتی، کیونکہ میری پرورش نبی کریم ﷺ کے پروں کے نیچے کی جارہی ہے اور میرا یہ قدم نبی ﷺ کے قدموں کے نیچے ہے۔

پس سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مستقل نبوت کا کہیں بھی دعویٰ نہیں فرمایا بلکہ ہر جگہ مستقل نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور مستقل نبوت سے آپ کی مُراد یہی تھی کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی اور متابعت سے آزاد ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا جائے۔ ہاں آنحضرت ﷺ کی متابعت میں اور آپ کی محبت میں فنا ہونے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام نبوت سے سرفراز فرمایا ہے، اِس نبوت سے آپؑ نے انکار نہیں فرمایا۔ اور اسی کو آپؑ نے ظلی اور بروزی اور اُمتی نبوت کا نام دیا۔ پس آنحضرت ﷺ کے ظل اور بروز ہونے کی وجہ سے آپؑ نے ظلی بروزی اور اُمتی نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اُمتی نبی ہونے سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم اپنے غیر احمدی بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ جب آپ کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹے گی یا نہیں؟ تو وہ یہی جواب دیتے ہیں کہ وہ اُمتی نبی ہونگے۔ یعنی اُمتی نبی کا آنا آپ کے نزدیک بھی جائز ہے جس سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی بھی قیمت پر اُمتی نبی نہیں ہو سکتے۔ وہ رسولاً اِلٰی بنی اسرائیل ہیں۔ اُن کے آنے سے ختم نبوت کی مہر ضرور بالضرور ٹوٹ جائے گی۔ لیکن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اُمتی ہیں آپؑ کے دعویٔ نبوت سے ختم نبوت کی مہر نہ ٹوٹی اور نہ ٹوٹے گی۔ اب ہم سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادنی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے کچھ ارشادات پیش کرتے ہیں جن میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ آپؑ کو جو کچھ بھی ملا وہ آنحضرت ﷺ کی متابعت اور پیروی کے نتیجہ میں اور آنحضرت ﷺ کی اُمت میں ہونے کی وجہ سے ملا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :

”اگر مَیں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امّتی ہو۔ پس اسی بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور چونکہ میں محض ظلّ ہوں اور امتی ہوں اس لئے آنجنابؐ کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں“ (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 411)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اسلئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت، اِسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 154 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں اِس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لِکُلٍّ اَنْ يَّصْطَلِحَ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اُس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں اور لعنت ہے اُس شخص پر جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعوٰی کرے مگر یہ نبوت آنحضرت ﷺ کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جائے اور آنحضرت ﷺ کی سچائی دکھلائی جائے۔“ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 341)

”میں اُس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اُس پر ختم ہیں اور اُس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اُس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اُس کا ظل ہے اور اُسی کے ذریعہ سے ہے اور اُسی کا مظہر ہے اور اُسی سے فیضیاب ہے۔“ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 340)

حقیقی نبی پر اعتراض کا ہم نے جواب دیدیا ہے۔ ”منصف“ کے ایڈیٹر کے ذمہ ہے کہ وہ ہمیں بتائے کہ کس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو حقیقی نبی قرار دیا ہے۔ آئندہ شمارہ میں ہم ظل محمد ﷺ کے اعتراض کا جواب دیں گے۔

(منصور احمد مسرور)

خطبہ جمعہ

اس وقت میں ایک ایسے وجود کا ذکر کرنے لگا ہوں جس نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کی

یہ ذکر ہے مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ کا جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی بیٹی اور صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں

خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کی صرف نیک یادیں ہوتی ہیں، جو نافع الناس ہوتے ہیں، جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ ہوتے ہیں، جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں، جو خلافتِ احمدیہ سے حقیقی وفا رکھنے والے ہوتے ہیں، جو حقوق العباد کی ادائیگی کی حتی المقدور کوشش کرنے والے ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ہمہ وقت کوشش کرنے والے ہوتے ہیں، جن کیلئے ہر زبان سے صرف تعریفی کلمات ہی نکلتے ہیں اور یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان پر جنت واجب ہو جاتی ہے

حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو جب قادیان بھجوایا تو یہ بھی نصیحت فرمائی تھی کہ لجنہ کی جماعتوں کو اکٹھا کرنا ہے،

آپ وہاں جاتے ہی پہلے جنرل سیکرٹری قادیان بنیں پھر 1955ء میں صدر لجنہ مقامی اور پھر صدر لجنہ بھارت منتخب ہوئیں،

59ء میں لجنہ مقامی کی صدارت کیلئے کسی اَور کا انتخاب ہوا اور آپ صدر لجنہ بھارت کے طور پر کام کرتی رہیں، اللہ کے فضل سے 1999ء تک اس خدمت پر فائز رہیں

اس کے بعد اعزازی ممبر رہیں، اپنے عرصۂ خدمت کے دوران ہندوستان کی مجالس کے دورے بھی کیے، ان کی خدمات کا عرصہ چھیالیس سال بنتا ہے

عاجزی اور کامل وفا سے جس طرح انہوں نے خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے وفا کا اظہار کیا تھا وہ تعلق جاری رہا اور مجھ سے بھی وہی تعلق قائم رہا، یہ ایک مثال ہے

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے

قادیان کے لوگوں کو جس محبت سے انہوں نے رکھا ہے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ آپس میں بھی اسی محبت سے رہیں

صاحبزادی سیدہ امۃ القدوس صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ، اہلیہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

مکرم محمد ارشد احمدی صاحب (یوکے) اور مکرم احمد جمال صاحب (امریکہ) کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نمازِ جنازہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15/ستمبر 2023ء بمطابق 15/تبوک 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو انسان بھی اس دنیا میں آیا اس نے ایک وقت گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کی صرف نیک یادیں ہوتی ہیں، جو نافع الناس ہوتے ہیں، جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ ہوتے ہیں، جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں، جو خلافتِ احمدیہ سے حقیقی وفا رکھنے والے ہوتے ہیں، جو حقوق العباد کی ادائیگی کی حتی المقدور کوشش کرنے والے ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ہمہ وقت کوشش کرنے والے ہوتے ہیں، جن کیلئے ہر زبان سے صرف تعریفی کلمات ہی نکلتے ہیں اور یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت، حدیث 1367)

اس وقت میں ایک ایسے وجود کا ذکر کرنے لگا ہوں جس نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کی۔ یہ ذکر ہے مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ کا جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی بیٹی اور صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو تھیں۔ یہ رہتی تو قادیان میں تھیں لیکن کچھ عرصہ سے ربوہ میں اپنی بیٹیوں کے پاس آئی ہوئی تھیں۔ ربوہ میں گذشتہ دنوں، چھیانوے سال کی عمر میں بقضائے الٰہی ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/9 کی موصیہ تھیں۔ ان کی زندگی کے کچھ حالات کا ذکر کروں گا۔

1951ء کے جلسہ سالانہ کے افتتاح پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کا نکاح ان کے ساتھ پڑھا اور فرمایا کہ میں بعض حالات کی وجہ سے افتتاحِ جلسہ سے پہلے دو نکاحوں کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ان کا تھا، ایک حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیٹی کا تھا اور کہتے ہیں صرف میں دو نکاح کروں گا کیونکہ اگر میں پہلے اعلان کرتا تو پھر بہت سے نکاحوں کی درخواست آجاتی ہے لیکن پھر جلسے کا جو یہ ماحول ہے اس میں اگر زیادہ تعداد ہو تو پھر ساری تقریر کا وقت بھی نکل جاتا ہے بہرحال اس جلسے پر آپؓ نے یہ دو نکاح پڑھے اور ان کی طرف سے وکیل ان کے چچازاد بھائی سید داؤد احمد صاحب مقرر ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس نکاح میں یہ بھی فرمایا تھا کہ عموماً میں اپنی لڑکیوں کے نکاح واقفینِ زندگی سے ہی پڑھتا ہوں۔ پیر معین الدین صاحب کے ساتھ امۃ النصیر صاحبہ کا نکاح ہوا تھا۔ (ماخوذ از خطباتِ محمودؓ، جلد سوم، صفحہ 650-651)

جب ان کی شادی ہوئی تو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیگم صاحبہ کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ رخصتانہ کے وقت لڑکی والوں کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ (ماخوذ از روزنامہ الفضل لاہور 26/اکتوبر 1952ء صفحہ 3) اپنے بیٹے کی طرف سے شامل نہیں ہوئے، بارات لے کر نہیں آئے بلکہ لڑکی والوں کی طرف سے شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔ ایک بیٹی ان کی امۃ العلیم صاحبہ آجکل صدر لجنہ پاکستان ہیں، منصور احمد خان صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی بیگم ہیں۔ باقی دو بیٹیاں جو ہیں، ایک کیپٹن ماجد خان صاحب کی اہلیہ ہیں امۃ الکریم صاحبہ، دوسری امۃ الرؤوف صاحبہ ڈاکٹر ابراہیم منیب کی بیوی ہیں۔ مرزا کلیم احمد ان کے بیٹے امریکہ میں رہتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعے پر مرزا وسیم احمد صاحب کو فرمایا تھا جبکہ آپ شادی کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے اور شادی کو ابھی چند دن ہوئے تھے اور اپنی اہلیہ کو ساتھ لے جانے کیلئے کاغذات تیار کروا رہے تھے تو جیسا کہ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے، ان دنوں میں ایسی کھچاوٹ پیدا ہو گئی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے انہیں کہا کہ بیوی کے کاغذات تو بنتے رہیں گے تم اس کو چھوڑو اور واپس فوری طور پر قادیان چلے جاؤ کیونکہ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا کوئی فرد ہونا چاہئے۔

اور فوری طور پر سیٹ بک کرواؤ جہاز کی، اگر جہاز میں سیٹ نہیں بھی ملتی تو تمہارا فوری جانا ضروری ہے چاہے چارٹرڈ جہاز کرا کے جانا پڑے۔ آپؓ نے فرمایا کیونکہ اگر تم وہاں نہیں ہو گے اور اپنا نمونہ پیش نہ کیا اور

قربانی نہ دی تو لوگ پھر کس طرح قربانی دیں گے۔ جہاں یہ قربانی مرزا وسیم احمد صاحب کی تھی وہاں صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی بھی قربانی تھی۔

یہ پتہ نہیں تھا کہ کب کاغذات مکمل ہوں گے۔ حالات کشیدہ ہیں اور کہیں حالات مزید خراب نہ ہوتے جائیں لیکن خلیفۂ وقت کا حکم تھا اس لیے بڑی خوشی سے اپنے خاوند کو رخصت کیا اور دین کو دنیا پر مقدّم رکھا۔ جب حضرت مصلح موعودؓ میاں وسیم احمد صاحب کو روانہ کرنے کیلئے لاہور ایئر پورٹ پر آئے تھے تو ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے بتایا کہ جب تک جہاز نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایئر پورٹ پر کھڑے مسلسل جہاز کو دیکھتے رہے اور دعائیں کرتے رہے پھر جب شادی کے ایک سال کے بعد ان کے کاغذات مکمل ہو گئے تو کہتی ہیں

مَیں قادیان جانے لگی تو حضرت مصلح موعودؓ نے خاص طور پر مجھے ہدایت کی تھی کہ اُمّ ناصر کے مکان میں رہنا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کثرت سے قدم پڑے ہیں اور ان کے صحن میں حضورؑ نے درس بھی دیا ہوا ہے۔
(ماخوذ از خطبات مسرور، جلد 5، صفحہ 180-181، 184-185)

صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ نے قادیان جا کر جماعت کی خواتین کو، عورتوں کو اکٹھا کرنے میں، آرگنائز (organise) کرنے میں، درویشوں کے بیوی بچوں سے ہمدردیاں کرنے میں بڑا کردار ادا کیا۔ اور ان کی وجہ سے وہاں کی عورتوں کو بڑی تسلی ہوتی تھی۔ بے شمار خطوط مجھے اس بارے میں وہاں کے درویشوں کی بیویوں کے یا بیٹیوں کے آئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن پہنچنے کے بعد پہلا خطبہ جمعہ 4/مئی 84ء میں دیا اور دنیا کے احمدیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں مَنۡ أَنۡصَارِیۡ إِلَی اللّٰہِ کہہ کر پکارا اور اشاعت اسلام کیلئے ایک وسیع پروگرام کا اعلان کیا۔ (ماخوذ از خطباتِ طاہر، جلد 3، صفحہ 232-233، خطبہ 4/مئی 1984ء) اور یہ بھی فرمایا کہ ان اغراض کو پورا کرنے کیلئے ایک بڑے کمپلیکس کی ضرورت ہے۔ دو نئے مراکز یورپ کیلئے بنانے کا پروگرام ہے، ایک انگلستان میں اور ایک جرمنی میں۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ روپیہ اپنے فضل سے مہیا کرے گا۔ (ماخوذ از خطباتِ طاہر، جلد 3، صفحہ 264 تا 266، خطبہ 18/مئی 1984ء) اور لوگوں کو تحریک کی کہ اس میں شامل ہوں۔

چنانچہ قادیان کی لجنہ نے ایک مرتبہ پھر والہانہ لبیک کہا اور صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ جو صدر لجنہ بھارت تھیں انہوں نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ بھارت نے حضورؒ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور زیور اور نقدی، جس کے پاس جو کچھ تھا پیش کر دیا ہے۔ خود انہوں نے بھی اپنا سارے کا سارا زیور پیش کر دیا۔ لجنہ بھارت کی طرف سے پہلے قادیان کی لجنہ کے وعدہ جات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بھجوائے گئے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 10/اگست 84ء کے خطبہ جمعہ میں قادیان کی لجنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "قادیان کی لجنات کے متعلق مجھے ایک رپورٹ ملی ہے اور اس کا مجھے انتظار تھا کیونکہ جب تحریکِ جدید کی قربانیوں کا آغاز ہوا تھا تو قادیان کی مستورات کو غیر معمولی قربانی کے مظاہرہ کی توفیق ملی تھی۔ اب تو بہت تھوڑی خواتین وہاں رہ گئی ہیں لیکن جتنی بھی ہیں مجھے انتظار تھا کہ ان کے متعلق بھی اطلاع ملے کیونکہ ان کا حق ہے کہ وہ قربانی کے میدان میں آگے رہیں اور قادیان کا نام جس طرح اس زمانے میں خواتین نے اونچا کیا تھا آج پھر اسے اونچا کریں تو الحمد للہ کہ وہاں کی رپورٹ بھی موصول ہوئی ہے۔ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت اطلاع دیتی ہیں کہ میں نے قادیان کی لجنہ اور ناصرات کے وعدے نئے مراکز کیلئے حضور کی خدمت میں 16/جولائی کو لکھے تھے۔" انہوں نے لکھا کہ "حضور کے خطبات نے ایک تڑپ یہاں کی عورتوں میں پیدا کر دی اور محض اللہ کے فضل سے جو کچھ ان کے پاس تھا انہوں نے پیش کر دیا ہے لیکن پیاس ہے کہ ابھی نہیں بجھی۔ اتنی شدید تڑپ ابھی ہے کہ اَور ہو تو خدا کے کاموں کیلئے اَور بھی پیش کر دیں۔"
(خطباتِ طاہر، جلد 3، صفحہ 434، خطبہ جمعہ 10/اگست 1984ء)

یہ خط صاحبزادی امۃ القدوس کا خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو تھا۔ 1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہندوستان تشریف لے گئے، قادیان تشریف لے گئے تو آپؒ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہندوستان کی لجنات میں سب کے متعلق تو مَیں نہیں کہہ سکتا لیکن قادیان کی لجنہ کے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ مالی قربانی میں یہ بے مثل نمونے دکھانے والی ہے۔ قادیان کی جماعت ایک بہت غریب جماعت ہے لیکن میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی تحریک کی جائے یہاں کی خواتین اور بچیاں ایسے ولولے اور جوش کے ساتھ اس میں حصہ لیتی ہیں کہ بعض دفعہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو روک دوں کہ بس کرو، تم میں اتنی استطاعت نہیں ہے اور واقعۃً مجھے خوشی کے ساتھ ان کا فکر بھی لاحق ہو جاتا ہے لیکن پھر میں سوچتا ہوں کہ جس کی خاطر انہوں نے قربانیاں کیں وہ جانتا ہے کہ کس طرح ان کو بڑھ چڑھ کر عطا کرنا ہے۔ وہی اللہ اپنے فضل کے ساتھ ان کے مستقبل کو دین اور دنیا کی دولتوں سے بھر دے گا۔

پھر آپؒ نے فرمایا کہ ایک موقع پر جب میں نے مراکز کیلئے تحریک کی تو احمدی بچیوں نے جو چھوٹی چھوٹی گجیاں بنا رکھی تھیں وہ ٹوٹنے لگیں اور چند پیسے، چند ٹکے انہوں نے جو بچائے ہوئے تھے وہ دین کی خاطر پیش کر دیے۔ پھر فرمایا کہ ہمارا رب بھی کتنا محسن ہے، کتنا عظیم الشان ہے۔ بعض دفعہ بغیر محبت اور ولولے کے کروڑوں بھی اس کے قدموں میں ڈالے جائیں تو وہ رد کر دیتا ہے، ٹھوکر بھی نہیں مارتا، ان کی کوئی حیثیت نہیں مگر ایک مخلص اور غریب پیار محبت کے ساتھ اپنی جمع پونجی پیش کرے تو اسے بڑھ کر پیار اور محبت سے قبول کرتا ہے جیسے آپ اپنے محبت کرنے والے اور محبوبوں کے تحفوں کو لیتی اور چومتی ہیں، خدا کے بھی چومنے کے کچھ رنگ ہوا کرتے ہیں اور میں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان معنوں میں خدا نے ان چند کوڑیوں کو ضرور چوما ہو گا۔ (ماخوذ از حوّا کی بیٹیاں، صفحہ 87-88، جلسہ سالانہ قادیان مستورات سے خطاب فرمودہ 27/دسمبر 1991ء) یہ آپؒ نے وہاں جلسے پہ لجنہ میں جو خطاب فرمایا تھا اس کا ایک اقتباس ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو جب قادیان بھجوایا تو یہ بھی نصیحت فرمائی تھی کہ لجنہ کی جماعتوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ آپ وہاں جاتے ہی پہلے جنرل سیکرٹری قادیان بنیں۔ پھر 1955ء میں صدر لجنہ مقامی اور پھر صدر لجنہ بھارت منتخب ہوئیں۔ 59ء میں لجنہ مقامی کی صدارت کیلئے کسی اَور کا انتخاب ہوا اور آپ صدر لجنہ بھارت کے طور پر کام کرتی رہیں۔ اللہ کے فضل سے 1999ء تک اس خدمت پر فائز رہیں۔ اس کے بعد اعزازی ممبر رہیں۔ اپنے عرصۂ خدمت کے دوران ہندوستان کی مجالس کے دورے بھی کیے، ان کی خدمات کا عرصہ چھیالیس سال بنتا ہے۔ لجنہ کے کام کو آرگنائز کرنے کیلئے آغاز میں بہت زیادہ مشکلات پیش آئیں۔ خط لکھتیں تاہم اس کا جواب نہ آتا۔ پھر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے نام سے ایک ایڈریس دیا گیا اس طرح آہستہ آہستہ آپ نے جماعتوں کو متحد کرنا شروع کیا۔ ہندوستان میں بہت ساری لوکل زبانیں ہیں، ایک دِقّت یہ بھی آئی کہ لوکل زبانوں میں خطوط موصول ہوتے تھے۔ چنانچہ معلمین سے ان کے تراجم کرائے جاتے پھر آہستہ آہستہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کے ساتھ مل کر بیرونی جماعتوں کے دورے بھی شروع کیے اور اس طرح انہوں نے ان جماعتوں کو جن کو پارٹیشن کے بعد کافی زیادہ مدد کی ضرورت تھی، آرگنائز کرنے کی ضرورت تھی آرگنائز کیا۔

پھر اسی طرح ان کی بیٹی امۃ العلیم لکھتی ہیں کہ خلافتِ رابعہ میں بھارت سے موصول ہونے والے دعائیہ خطوط کے خلاصہ جات کی ایک ٹیم بھی انہوں نے بنائی اور حضورؒ کو خلاصے لکھے جاتے تھے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بڑی خوشنودی کا اظہار کیا۔ قرآن کی بہت زیادہ خدمت کی ہے۔ قادیان کی 250 سے زائد بچیوں کو قرآن پڑھایا، سکھایا۔ سکول کی لڑکیاں قرآن پڑھنے پہلے صبح صبح آتیں پھر دوپہر کو آتیں اور گروپس میں آتیں۔ بھارت میں جن بچیوں نے ایف اے یا ایف ایس سی کیا ہوتا تھا تو پڑھائی سے وقفہ کے دوران وہ تین تین ماہ قادیان میں رہائش اختیار کرتیں۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ہماری امی انہیں صبح دوپہر اور شام ترجمہ قرآن پڑھاتیں۔ لجنات کو بہت منظم کیا۔ بہت محنت سے انہوں نے کام سکھایا۔ خلافت سے تعلق کی واقعاتی رنگ میں تلقین کرتی تھیں اور جب واقعات بیان کرتی تھیں تو اس سے پھر بچیوں کا، عورتوں کا خلافت سے تعلق بڑھتا تھا۔ غیر معمولی وصف مہمان نوازی تھا۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ہمارے ابا کا ہمیشہ ساتھ دیا۔ بہت غریبانہ حالات تھے۔ دوپہر کو صرف مونگ کی دال ہوتی تھی اور ابا نے دودھ دہی کیلئے ایک بھینس رکھی ہوئی تھی۔ کوئی مہمان آتا تو جو کچھ کھانے کیلئے میسر ہوتا، جو پکا ہوتا وہ بلا تکلف پیش کر دیتیں۔ جو مہمان آتا اس کو موسم کے اعتبار سے شربت اور چائے بھی پیش کیا کرتیں۔ بعد میں جب کشائش ہوئی تو اسی لحاظ سے کھانا پیش کرتیں۔ اور لوگ اپنا گھر سمجھ کر آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک اچھی بیوی تھیں، ہر وقت ساتھ دینے والی، مشکل وقت میں ساتھ کھڑی ہونے والی۔ کبھی کسی چیز کی ڈیمانڈ نہیں کی۔ جو بھی ان کے خاوند کی طرف سے، میاں وسیم احمد صاحب کی طرف سے گزارہ ملتا خوشی سے اسی میں گزارہ کرتیں اور اللہ تعالیٰ غیر معمولی برکت بھی اس میں ڈالتا۔ صفائی پسند، سلیقہ شعار تھیں۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ مرزا وسیم احمد صاحب کی جب وفات ہوئی ہے تو انہوں نے خواب دیکھا کہ گویا وہ آخری سفر پر جا رہی ہیں، وہ بھی تیاری کر رہی ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ خواب میں ان کی آئے اور فرمایا ابھی تمہارا ویزہ نہیں لگا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے اس خواب کے بعد انہوں نے لمبی زندگی پائی اور گزاری۔

2007ء میں جب مرزا وسیم احمد صاحب بیمار ہوئے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دے دی تو شفا کے بعد انہوں نے حیدر آباد کی جماعتوں کے دورے کا پروگرام بنایا اور اپنی اہلیہ کو بھی ساتھ لے گئے۔ وہیں امۃ القدوس صاحبہ نے ایک خواب دیکھی۔ منذر خواب تھی، ڈر گئیں کہ جس طرح مرزا وسیم احمد صاحب کا وہ آخری وقت

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ (الاخلاص: 2 تا 5)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

وَ قُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔ (بنی اسرائیل: 81)

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا مارِیڈی)

ہے تو اس وقت اچھے بھلے تندرست تھے لیکن بہر حال اسکے بعد انہوں نے اصرار کیا کہ واپس قادیان چلیں۔ قادیان آتے ہی وہ دوبارہ بیمار ہوئے اور اسی بیماری میں ان کی وفات بھی ہوگئی۔

آخری عمر میں نظر چلی گئی تھی اور آلے کے ساتھ شنوائی بھی ہوتی تھی۔ شنوائی بھی ختم ہوگئی تھی لیکن بہت خوشی سے زندگی بسر کی، کبھی ناشکری نہیں کی، جب بھی حال پوچھا گیا تو ہمیشہ ہر دفعہ الحمد للہ کہتی تھیں۔ مراکز کی تحریک پر بھی جواُن کے پاس زیور تھا وہ انہوں نے فوراً دے دیا جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی بھی تحریک ہوتی تو پہلا چندہ قادیان میں مرزا وسیم احمد صاحب کی طرف سے اور ان کی اہلیہ کی طرف سے ہوتا تھا۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ہم قرآن کریم پڑھنے میں کوئی غلطی کرتے اور ہماری امی کسی دوسرے کمرے میں ہوتیں تو وہیں سے ہمیں تصحیح کروا دیا کرتی تھیں۔ ایسے لگتا تھا جیسے ان کو قرآن یاد ہو جبکہ وہ حافظ نہیں تھیں لیکن بکثرت تلاوتِ قرآن کی وجہ سے ان کو یاد ہو گیا تھا۔ جب مرزا وسیم احمد صاحب اعتکاف بیٹھتے۔ ان کو کھانا بھجواتیں تو ساتھ ہی غریب معتکفین کو بھی کھانا بھجواتیں۔ اسی طرح بورڈنگ میں موجود لڑکوں کو اور معلمین کیلئے بھی کھانا بھجواتیں۔ اسی طرح لوگوں کا اتنا خیال تھا کہ چاہے بیمار ہوں، بخار ہو، کچھ بھی ہو کہیں کسی خوشی غمی میں جانا ہوتا تو ضرور جاتیں۔ قادیان میں مختلف طبقات کے لوگ تھے، ان کی بچیوں کو سلائی سکھاتیں، دلہن بنا دیا کرتیں۔ ایک کلچر سب کے ساتھ مل جل کر رہنے کا پیدا کر دیا تھا۔ ربوہ میں 2005ء میں لجنہ نے سرائے مسرور بنایا ہے، اچھی بڑی بلڈنگ ہے تو وہاں بھی بجائے اپنی طرف سے چندہ دینے کے اپنے خاوند کی طرف سے ایک لاکھ روپے کی رقم دی۔

پھر کہتی ہیں کہ پارٹیشن کے بعد رتن باغ لاہور میں اور ربوہ کے کچے گھروں میں حضرت اماں جانؓ کو قرآن کریم سنایا کرتی تھیں اور اسی طرح کہتی ہیں کہ اماں جانؓ کسی نہ کسی سے ملفوظات بھی سنا کرتی تھیں، اس کے سنانے کا بھی موقع ملتا تھا۔

ان کی چھوٹی بیٹی امۃ الرؤوف کہتی ہیں کہ بیت الریاضت میں شاہ جی اور سرخ چھینٹوں والے کمرے میں عطر دین صاحب اور حضرت اماں جانؓ کے بڑے والے کمرے میں حافظ صاحب مقیم تھے، یہ تین شخص تھے۔ بعد میں بھائی عبدالرحیم صاحب بھی یہاں رہتے تھے تو کہتی ہیں جو بھی گھر میں پکتا وہ کھانا ان سب کو بھیجا جاتا تھا اور بیت الدعا کے وقت وہاں آنے کا جو عورتوں کا وقت ہوتا تھا اس کے بعد عورتیں پھر گھر میں آ جاتی تھیں۔ گھر ہر وقت کھلا ہوتا تھا، کوئی پابندی نہیں تھی، کوئی گھنٹی نہیں تھی۔ آرام سے عورتیں اندر داخل ہو جایا کرتی تھیں۔ پھر یہ کہتی ہیں جب مرزا وسیم احمد صاحب کی وفات ہوگئی اور انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ بنے تو امی نے ان کی کامل اطاعت کا اظہار کیا اور ہر کام کیلئے معیّن طریق سے درخواست دیا کرتی تھیں۔ انہوں نے اپنی وصیت کا چندہ اور حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ادا کر دیا اور اسی طرح تحریکِ جدید کے دفتر اوّل میں شامل تھیں۔ پھر اپنی بچیوں کو، بچوں کو نصیحت کی کہ نماز اول وقت میں ادا کیا کرو کیونکہ سب سے پہلا حساب نماز کے بارے میں لیا جائے گا۔ اگر وہ حساب صاف تو سب صاف۔

پھر کہتی ہیں مسلسل کئی بچیاں انہوں نے پالیں۔ نہ صرف ان کی بہت اچھے رنگ میں پرورش کی، ان کی تربیت کی، پہلے انہیں ناظرہ قرآن پڑھایا، پھر ترجمہ پڑھایا، پھر ان کی شادیاں بھی کروائیں۔ بہار رانچی سے ایک شخص اپنی بیٹی کے ساتھ احمدی ہوئے۔ بہت بوڑھے تھے۔ اپنی بیٹی کو ہماری امی کے پاس لائے اور کہا کہ نامعلوم کتنا عرصہ میں زندہ رہوں۔ میرے بعد اس لڑکی کے بھائی اسے مار دیں گے اس لیے آپ پاس رکھیں۔ اس وقت لڑکی کی عمر تقریباً پچیس سال تھی۔ کہتی ہیں میری امی نے اس عمر میں اسے قرآن ناظرہ پڑھایا پھر ترجمہ سے پڑھایا حالانکہ اسے زبان بھی نہیں آتی تھی اور اَن پڑھ تھی۔ بعد میں پھر اس کی شادی بھی کروائی۔

زمانہ درویشی کے دوران معاشی حالات خراب تھے۔ کسی درویش کی بیٹی کی شادی ہوتی تو اسے اپنا زیور دے آتیں اور کہتیں کہ جب تک تمہارا دل کرے اسے پہنو پھر واپس کر دینا۔ پھر اگلے کسی درویش کی شادی ہوتی تو پھر وہ اس کو دے دیا جاتا۔ اس طرح بہت سی بچیوں نے آپ کے زیور سے استفادہ کیا کیونکہ شروع درویشی کے زمانے میں درویشوں کے حالات بھی اتنے اچھے نہیں تھے لیکن جب بعد میں بچے باہر نکلے، پھر پیسے آنے لگے۔ بچے بڑے ہو گئے، کمانے بھی لگے تو کچھ بچت وچت جو بھی ہوتی تھی اس وقت ان کے پاس وہ اپنے گھروں کو غیر محفوظ سمجھنے کی وجہ سے ان کے پاس امانت کے طور پر رکھوا دیا کرتے تھے اور یہ کہتی ہیں کہ ہماری امی نے الماری میں ساری امانتیں رکھی ہوتی تھیں۔ کسی کے زیور ہیں، کسی کے پیسے ہیں، کچھ ہے اور بے شمار امانتیں کہتی ہیں مَیں نے دیکھی ہیں ان کے پاس اور جو بھی امانت لینے واپس آتا تو مجھے کہتیں کہ الماری میں سے فلاں جگہ سے نکال لاؤ۔ تو جس کو امانت واپس کرتیں پہلے اسے کہتیں کہ میرے سامنے کھول کے دیکھ لو، تمہاری ساری چیزیں پوری ہیں اور جب وہ کہتی کہ ہاں پوری ہیں تو پھر مطمئن ہوتیں۔ تو بہر حال اس زمانے میں غربت تھی۔ لیکن سب درویش اچھے فیملیوں کے تھے۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ ان کی بچیاں جب ابتدائی تعلیم حاصل کر کے اگر آگے تعلیم حاصل کر رہی ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ یہ ان کو دفتر بلا لیا کرتیں، لجنہ کے کام کروایا کرتیں کہ فارغ نہیں بیٹھنا۔ جب تک شادی نہیں ہوتی لجنہ کے کام کرو۔ پھر دفتر تو باقاعدہ تھا کوئی نہیں تو گھر میں چھوٹا سا دفتر بنایا ہوا تھا اور اسی میں سکول کا بھی کام ہوتا تھا۔ کافی رش ہوتا تھا لیکن خوشی سے سارے کام سرانجام دے رہی ہوتی تھیں پھر جو بھی بچیاں کام کیلئے آتیں ان کی ضیافت وغیرہ کرتیں۔ کھانے کا وقت ہوتا تو اگر کھانا نہیں تو چائے وغیرہ پلاتیں۔ اسی طرح ان بچیوں کو سکھاتی بھی تھیں کہ کھانے کی میزیں کس طرح لگانی ہیں اور اس طرح بعض کو کہتی تھیں کہ سیکھ لو آج کیونکہ جب تمہارے اچھے گھروں میں رشتے ہو جائیں گے تو یہ نہ ہو کہ تمہیں کوئی جاہل کہے۔ اتنی فکر ہوتی تھی لڑکیوں کی اور کئی لڑکیاں جب اچھے گھروں میں بیاہی گئیں تو ان کی اس تربیت کی وجہ سے ان کو کوئی دِقّت نہیں ہوئی۔ کئی خواتین نے، لڑکیوں نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ہم نے اس طرح ان سے تربیت حاصل کی ہے اور اس وجہ سے پھر سسرال کے ساتھ ایڈجسٹمنٹ میں بھی کبھی مشکل پیش نہیں آئی۔ اسی طرح بہت ساری بچیوں کا جہیز اپنے ہاتھ سے سیا۔

عید والے دن درویشوں کی بیوگان کے گھروں میں عیدی دینے کیلئے خود جاتیں۔ مرزا وسیم احمد صاحب بھی ساتھ ہوتے اگر وہ کبھی نہ جاتے تو یہ خود اکیلی چلی جایا کرتی تھیں۔ کسی نے ان کے سامنے ذکر کیا کہ فلاں شخص نے ربوہ میں بڑا عالیشان گھر بنایا ہے تو کہتی ہیں کہ میری امی نے اس پہ کہا مَیں نے اللہ سے ایک بات کی ہے کہ مجھے قادیان میں یہ برکتوں والا گھر ملا ہے یعنی یہاں رہنے کی توفیق ملی اور یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بہو بن کے آئی ہوں میرے لیے یہی بہت ہے۔ ہاں جنت میں مجھے ضرور ایک عالیشان گھر عطا کرنا۔

یہ ہے مومنانہ شان اور دنیا کی چیزوں سے بے نیازی۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے بارے میں انہوں نے لکھا کہ کیونکہ میں بچپن سے ہی ذرا نفاست پسند تھی اس لیے میر صاحب اپنے کمرے کی صفائی کی کسی کو اجازت نہیں دیتے تھے صرف میں جاتی تھی کیونکہ میں ان کی چیزیں جہاں پڑی ہوتی تھیں نوٹس، کتابیں، کاغذ جو بھی کچھ جہاں پڑا ہوتا تھا وہیں دوبارہ صاف کر کے رکھ دیا کرتی تھی اور اس لیے انہوں نے کہا تھا کہ سوائے امۃ القدوس کے میرے کمرے میں کوئی نہیں آئے گا۔

بعض بچیاں عبدالرحمٰن جٹ صاحب سے بھی قرآن کریم پڑھتی تھیں۔ پھر جو بچی دسویں کا امتحان دیتی تھی اس سے پوچھتی تھیں کہ انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا ہے؟ جو بچیاں دسویں کلاس پاس کر کے نکلتیں کہتی ہیں کہ وہ ہماری امی کے پاس آ جاتیں اور ترجمہ پڑھتیں۔ ایک وقت میں تین کلاسیں چل رہی ہوتی تھیں اور تین سال کے اندر اندر ان کو پورا قرآن کریم کا ترجمہ پڑھاتیں اور ساتھ ساتھ گرائمر بھی بتاتی جاتی تھیں۔ کئی لوگوں نے، بچیوں نے، عورتوں نے، مجھے لکھا کہ ہمیں فقہ وغیرہ بھی پڑھایا کرتی تھیں۔

یہ ضرور کہا جاتا تھا کہ قرآن مجید مکمل کرنا، تو ایک لگن ہوتی تھی کہ کوئی بھی بچی مجھ سے قرآن کریم ختم کیے بغیر نہ جائے۔ تہجد کی نماز کا بہت اہتمام کرتی تھیں۔ آخری بیماری میں جب زیادہ بیمار ہو گئیں تب بھی یہی خیال تھا کہ تہجد کیلئے مجھے جگانا ہے۔ جب تک روزے کی طاقت تھی روزہ رکھتی رہیں۔ تراویح کیلئے باقاعدہ مسجد میں جایا کرتی تھیں۔ قادیان میں باقی دنوں میں تو گھر میں نمازیں پڑھتی تھیں لیکن رمضان میں خاص طور پر نمازوں کیلئے مسجد جایا کرتی تھیں۔

خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ خلیفہ وقت کو خط لکھتی تھیں ان کی بیٹی کہتی ہیں جواب میں اگر کبھی کوئی خوشنودی کا اظہار ہوتا تو بڑے شوق سے ہم لوگوں کو بتایا کرتی تھیں کہ دیکھو یہ خوشنودی کا اظہار ہوا ہے۔

1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جب دورہ ہوا ہے تو اپنے ہاتھ سے سارے کمرے کو درست کیا گھر کو ٹھیک کیا۔ اسی طرح 2005ء میں جب میں نے دورہ کیا ہے تو اس وقت بھی خود ہمارے کمرے کو ٹھیک کیا، کروایا، پلنگ وغیرہ سیٹ کیے، بستر وغیرہ بچھائے اور ایک اخلاص کے ساتھ، وفا کے ساتھ سب کام کرنے والی تھیں۔ اسی طرح اصرار کر کے باوجود میرے یہ کہنے پر کہ کھانا علیحدہ ہمارا پکتا رہے گا انہوں نے کہا کہ ایک کھانا تو ہماری طرف سے روزانہ آیا کرے۔ اور واقعی ایک ڈش بھیجتی رہیں۔ اور بڑے اہتمام سے پکایا کرتی تھیں۔ کہتی ہیں کہ میرے ابا کی وفات کے بعد امی نماز پڑھ رہی تھیں اور رو رہی تھیں اور وہی الفاظ کہہ رہی تھیں جو حضرت اماں جانؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت کہے تھے کہ اے خدا! یہ تو ہمیں چھوڑے جا رہے ہیں، تُو نہ ہمیں چھوڑنا اور کہتی ہیں کہ میرا مشاہدہ ہے اور میرا یقین ہے کہ دعا قبول ہوئی کیونکہ اس کے بعد ہمیں ویزے ملے۔ بچیاں ساری کیونکہ بیاہ کے پاکستان میں آ گئی تھیں تو ملٹی پل (multiple) ویزے بھی مل گئے اور آنا جانا بھی رہا اور ان کے اکیلے پن کا ان کو احساس نہیں ہوا۔ بیٹیاں ان کے پاس آتی جاتی تھیں۔

ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ زیادہ تر مہمان دارالمسیح میں ٹھہرتے تھے اور ہماری امی گیارہ بارہ سال کے بچوں کی

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے
کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے
(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب ذکر العشاء)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا
اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو ناقابل معافی ہو
(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

خودٹریننگ کرتیں کہ کس طرح کمروں میں گرم پانی پہنچانا ہے۔ مہمان کی ضرورت کا خیال رکھا کرتی تھیں۔ اسی طرح جب سرکاری عہدیداروں کے ساتھ میاں وسیم احمد صاحب کے تعلق تھے تو یہ ان کی بیگمات کو بھی جماعت کا تعارف کرواتیں اور پھر یہ تعلق بعد میں بھی ان کے ساتھ قائم رکھا۔

ستنام سنگھ باجوہ وہاں کے ایک بڑے سیاست دان تھے۔ جب پارٹیشن ہوئی تو وہ پاکستان سے ہندوستان منتقل ہوئے۔ جو آجکل پرتاپ سنگھ باجوہ ہیں ان کے والد تھے۔ یہ ممبر پارلیمنٹ ہیں تو ان کی اہلیہ کا بھی کہتے ہیں کہ اس وقت ہمارے گھر بڑا آنا جانا تھا اور وہ اپنی امانتیں بھی ہمارے پاس ہماری امی کے پاس رکھوا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے امانت رکھوائی تو وہاں انہوں نے ان سے صاحبزادی امۃ القدوس سے پوچھا کہ آپ نے اس کو کھول کے دیکھ لیا ہے؟ تو انہوں نے کہا آپ کی امانت تھی میں کس طرح اسے کھول سکتی تھی۔ آپ دیکھ لیں اس کو یہ ٹھیک ہے کہ نہیں۔

غرباء کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔

ایک دفعہ کہتے ہیں کہ اڑیسہ کے کسی گاؤں میں دورے پہ گئیں۔ وہاں کچھ لوگوں کو دینے کیلئے کچھ نہیں تھا تو کہتے ہیں کہ ہم سارے بچے ساتھ گئے ہوئے تھے تو بچوں کے جو زائد کپڑے تھے ان لوگوں کو دے دیے تا کہ اپنا تن ڈھانک سکیں کیونکہ وہ لوگ بہت مفلس حال اور خستہ حال میں تھے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہماری امی نے جس قرآن سے بچیوں کو ناظرہ اور ترجمہ پڑھایا تھا وہ قرآن حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے ترجمہ پر مشتمل تھا اور قرآن کا وہ نسخہ ان کو حضرت اماں جانؓ نے تحفہ کے طور پر دیا تھا۔

ابراہیم منیب ان کے داماد ہیں، کہتے ہیں کہ میاں وسیم احمد صاحب کی وفات کے بعد دس سال تک قادیان میں رہیں۔ شدید بیمار ہوئیں تو پھر ان کی بیٹیاں ان کو ربوہ لے آئیں، ویزا بھی اللہ کے فضل سے ایکسٹنڈ (extend) ہوتا رہا لیکن ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ میں نے قادیان سے باہر لمبا عرصہ نہیں رہنا اور جب تک خلیفہ وقت کی اجازت نہیں ہوتی اس وقت تک میں یہاں چند مہینے سے زیادہ نہیں رہوں گی۔ بہرحال انہوں نے مجھے خط لکھا، مَیں نے ان کو لکھا کہ جتنا عرصہ چاہیں آپ رہیں۔ پاسپورٹ، ویزا extend ہوتا ہے تو کرواتی رہیں۔ اس کے بعد پھر انہوں نے وہاں کچھ عرصہ گزارا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو قادیان جاتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ قادیان کے ہندو بازاروں میں نہیں جانا کیونکہ وہاں کے لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی ہوئی ہیں۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی بات کا اس قدر لحاظ رکھا، خیال رکھا کہ بعد میں حالات بدل بھی گئے۔ لوگوں نے بڑی شرافت سے پیش آنا شروع کر دیا اور جلسہ پر بہت سارے لوگ وہاں جاتے تھے، احمدی بھی جاتے تھے، خاندان کے لوگ بھی وہاں جاتے تھے لیکن آپ ستر سال تک قادیان کے بازار میں نہیں گئیں، امرتسر جا کے شاپنگ کیا کرتی تھیں۔

ان کی نواسی لکھتی ہیں کہ قادیان کے چھوٹے بچے آپ کو نانی امی کہا کرتے تھے اور ہر ایک سے آپ نے نانی جیسا محبت اور شفقت کا سلوک کیا۔ پھر ان کی نواسی لکھتی ہیں کہ ایک دفعہ کمزوری طبیعت کی وجہ سے آرام کر رہی تھیں۔ شام کے وقت کچھ خواتین کسی دُور کی جماعت سے ملنے آ گئیں۔ کوئی بڑا گھر میں نہیں تھا، مَیں نے کہہ دیا کہ نانی آرام کر رہی ہیں اور وہ ایک دعا کی چٹھی دے کے چلی گئیں۔ جب میری نانی اٹھیں۔ ان کو میں نے کہا کہ دو عورتیں آئی تھیں تو فوراً چٹھی منگوا کر پڑھی دعا کی۔ پھر ٹیلیفون کروا کر کسی کو ہدایت دی کہ جو بھی انہوں نے لکھا تھا چٹھی میں اس کی تعمیل کروا دیں۔ پھر مجھے سمجھایا کہ لوگ بڑی دُور دُور سے محبت کے ساتھ تمہارے نانا کے پاس آتے تھے وہ ان کو ایسے واپس نہیں جانے دیتے تھے تو اس لیے تم بھی مہمانوں کو عزت سے بٹھایا کرو۔ مجھے اطلاع کر دیتی۔ نانی کا سمجھانے کا انداز بہت پیارا تھا جواب تک میرے ذہن میں نقش ہے۔

ان کے نواسے سید حاشر کہتے ہیں مَیں نے ان کو پوچھا کہ میں مربی بن رہا ہوں کوئی نصیحت کر دیں۔ جامعہ کینیڈا میں پڑھ رہے ہیں، تو انہوں نے کہا نصیحت تو خلیفہ وقت کی طرف سے سن رہے ہو۔ نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے ان کی باتوں کو غور سے سنو اور ان پہ عمل کرو۔ اور پھر مجھے یہ بھی کہا کہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا پڑھتے رہا کرو۔ پھر فون پر صرف یہی نصیحت ہوتی تھی کہ اپنے وقف کو پورے طور پر نبھانا اور خلافت کا سلطانِ نصیر بن کے رہنا۔

بہت سے غیر مسلم جنازے میں شامل ہوئے۔ بڑی عقیدت سے ان کا ذکر کیا۔ جن میں سابقہ ممبر اسمبلی فتح جنگ سنگھ بھی ہیں۔ انہوں نے بھی ان کا ذکر کیا کہ ہمارا تو بچپن ان کے ہاتھوں میں گھروں میں گزرا ہے۔ وہ میت کو واہگہ بارڈر پر بھی لینے گئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے اپنی ماں کو ہی دوسری مرتبہ دفنایا ہے۔ کہتے ہیں ہم چھوٹے چھوٹے تھے تو گھر میں جایا کرتے تھے اور یہ ہمیں کھلایا پلایا کرتی تھیں۔

ان کی ایک نواسی مالا کہتی ہیں خلافت سے پیار اور اطاعت میں ہمارے لیے ایک مثال تھیں۔ کہتی ہیں جب سے فوت ہوئی ہیں سینکڑوں فون ان کی تعزیت کرنے کے مجھے آئے ہیں اور ہر ایک ان کی بڑی تعریف کر رہا تھا۔ پھر کچھ عرصے کیلئے یہ وہاں گئی تھیں، وہاں قادیان میں رہیں تو کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ قادیان کے لوگ کتنا ان سے پیار کرتے تھے اور وہ ان قادیان کے لوگوں سے کتنا پیار کرتی تھیں۔ اسی طرح کہتی ہیں 2008ء میں انہوں نے مجھے لکھا جب کہ آپ نے قادیان جانا تھا، جب حالات کی وجہ سے نہ جا سکے۔ دہلی سے واپس آ گئے اور دورہ ملتوی ہو گیا تو بڑی اداس تھیں کہ پتہ نہیں اب ملاقات ہو سکتی ہے کہ نہیں۔

عابد خان یہاں رہتے ہیں، ان کی نواسی کے خاوند ہیں، کہتے ہیں اپنے مثالی نمونوں سے ہمیں سکھایا کہ انسان کو اپنا وقف کیسے پورا کرنا چاہئے۔ بڑا نرم مزاج تھا لیکن کہتے ہیں کہ صرف ایک دفعہ مَیں نے ان کو سختی سے بولتے دیکھا کہ قادیان کی ایک مقامی لڑکی کی شادی تھی تو وہ بیمار ہو گئیں۔ اس دن صاحبزادی امۃ القدوس کو شدید سر درد تھا تو ان کی بیماری کو دیکھ کے ان کی نواسی نے ان کو کہا کہ معذرت کر دیں۔ شادی میں شرکت نہ کریں۔ آج آرام کر لیں تو انہوں نے کہا کہ مالا میں شادی میں ضرور شرکت کروں گی۔ تم نہیں جانتی کہ میرا قادیان والوں کے ساتھ کیسا تعلق ہے۔

اسی طرح عقیلہ عفت صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر احمد ناصر درویش قادیان کہتی ہیں ہمیشہ ناصرات اور لجنہ کے زیر اہتمام درویشوں کی ازواج اور بیٹیوں کی راہنمائی کیا کرتی تھیں۔ بہت عمدگی سے انتظامی معاملات سرانجام دینے میں مہارت رکھتی تھیں۔ ان کے ساتھ کام کرتے وقت انسان آپ کی محبت، پیار، حمایت اور عزت اور احترام کو محسوس کر سکتا تھا۔ آپ کی خواہش ہوتی تھی کہ تمام کام اور ذمہ داریاں اگلی نسل تک پہنچائیں۔ ایک خود اعتماد اور منظّم شخصیت تھیں۔ جو کچھ بھی کرتیں اس کام میں صفائی ہوتی۔ ہمیں قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھایا بلکہ فقہ بھی سکھایا۔ آپ کی تربیت یافتہ جماعت احمدیہ کی نوجوان لڑکیاں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور جماعتوں کی خدمت سرانجام دے رہی ہیں۔

اسی طرح حیدر آباد دکن کی بشریٰ مبارکہ صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں ہمارا ان سے گہرا خاندانی تعلق تھا۔ جلسے کے موقع پر مہمان نوازی کرنے کیلئے آدھی رات تک خود کھڑے ہو کر مہمانوں کے کھانے پینے اور آرام کا خیال کرتیں اور کہتی تھیں کہ یہ ہمارے نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں، ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہر چھوٹی چھوٹی چیز کا جائزہ لیتیں۔

اسی طرح ساجدہ تنویر صاحبہ خالد الہ دین صاحب کی اہلیہ ہیں، کہتی ہیں ہندوستان کی ممبراتِ لجنہ کیلئے ایک ماں کی حیثیت رکھتی تھیں۔ جس طرح ایک ماں اپنے شِیر خوار بچے کو تمام آدابِ زندگی انگلی پکڑ کر سکھاتی ہے عین اسی طرح حضرت آپا جان نے ہر پہلو سے، ہر لمحہ ہماری تعلیم و تربیت کا خیال رکھا جس کیلئے ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ آپ کی ممنون رہیں گی۔

تو بے شمار خط ہیں جو مجھے قادیان کی خواتین کے بھی آئے ہیں اور ان سب خواتین کی طرف سے بھی آئے ہیں جن سے ان کا کسی بھی طرح واسطہ پڑا۔ اسی طرح قادیان کے پرانے رہنے والوں کی مرد اولادوں نے بھی لکھا ہے کہ انہوں نے ہمیں ایک ماں کی طرح پالا ہے۔

خلافت سے تعلق کا ان کے بچوں نے بھی ذکر کیا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اور دوسری خواتین نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

عاجزی اور کامل وفا کا جس طرح انہوں نے خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے اظہار کیا تھا وہ تعلق جاری رہا اور مجھ سے بھی وہی تعلق قائم رہا۔ یہ ایک مثال ہے۔ یہاں بھی مجھے ملیں تو انتہائی ادب اور احترام سے۔ 2005ء میں قادیان گیا ہوں تو فکر کے ساتھ مہمان نوازی کی کوشش کی۔ پھر ہر ملاقات پر خوش ہوتیں جو چہرے پر عیاں ہوتی تھی۔ 2005ء میں باوجود طبیعت کی خرابی کے قادیان سے واپسی کے سفر پر دہلی تک آئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قادیان کے لوگوں کو جس محبت سے انہوں نے رکھا ہے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ آپس میں بھی اسی محبت سے رہیں۔

اب خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا براہِ راست خونی تعلق کا رشتے والا تو وہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کرے کہ وہاں ایسے حالات ہو جائیں کہ وہاں کوئی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزئن، جلد 4، صفحہ 375)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کر سکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 226)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ایک جنازہ حاضر ہے۔ (آگیا ہے ناں جنازہ؟) جو محمد ارشد احمدی صاحب یو.کے کا ہے۔ یہ گذشتہ دنوں اکہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

یوسف احمدی صاحب کے بیٹے تھے۔ نیروبی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انہوں نے بیعت کی تھی۔ ان کے بیٹے تھے یا پوتے تھے؟ بہرحال یوسف احمدی صاحب نے [1935ء میں] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی، ان کی نسل میں سے ہیں۔ پندرہ سال کی عمر میں نیروبی سے یوکے آئے۔ ان کی شادی امۃ البصیر صاحبہ سے ہوئی جو حضرت خلیفہ صلاح الدین صاحب کی بیٹی اور حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحوم موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ جماعت سے بڑا پختہ تعلق تھا۔ جہاں بھی رہے مختلف حیثیت سے جماعت کی خدمت انجام دیتے رہے۔ خدام الاحمدیہ میں بھی مہتمم کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ بیس سال سے زائد عرصہ تک جماعت برطانیہ کے نیشنل سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ علم دوست انسان تھے۔ جب سلمان رشدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کتاب لکھی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اور ہدایات کی روشنی میں اس کی تردید کیلئے ایک کتاب لکھنے کی توفیق پائی۔ نماز باجماعت کی پابندی کرنے والے، جب سے ہم یہاں شفٹ ہوئے ہیں تو اپنی رہائش بھی اسلام آباد کے قریب اس غرض سے لے لی تھی کہ یہاں آ کے نمازیں پڑھتے رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق کا تعلق تھا۔ قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے۔ مرحوم کو تبلیغ کا بھی شوق تھا۔ اسی طرح چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ لوگوں سے پیار اور محبت سے ملنے والے خوش گفتار اور خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ان کے بارہ میں فرمایا: ارشد احمدی صاحب کو ہمیشہ میں نے اتنا فرمانبردار پایا کہ اس کی بہت ہی کم مثال ملتی ہوگی۔ جو بھی میں نے ان کو کہا فوراً مان گئے اور اس پہلو سے ان کی اور ان کی وجہ سے سارے خاندان کی میرے دل میں بہت قدر ہے۔ اور حقیقت میں خلافت کے ساتھ یہ فرمانبرداری اور اطاعت آگے بھی قائم رہی۔ میں نے بھی انہیں عاجز اور خلافت کا وفادار دیکھا ہے۔ جماعتی وقار اور عزت کو انہوں نے ہمیشہ ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد میں بھی ان کی نیکیاں جاری رکھے۔ ان کے ایک بیٹے واقف زندگی بھی ہیں۔

ایک جنازہ غائب ہے جو احمد جمال صاحب افریقن امریکن کا ہے۔ امریکہ میں رہتے تھے۔ گذشتہ دنوں بانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

یہ 1930ء میں پیدا ہوئے۔ 1951ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 1950ء اور 1960ء کی دہائیوں میں مرحوم کو مسجد صادق شکاگو کیلئے مالی قربانی کی توفیق ملی۔ بہت عاجز اور منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ بہت عشق اور وفا کا تعلق تھا۔ ایم ٹی اے دیکھنے کیلئے پہلے اپنے گھر پر ڈش انٹینا اور بعد ازاں آن لائن انتظام کیا ہوا تھا۔ میرے خطبات بڑے اہتمام کے ساتھ باقاعدہ سنتے تھے۔ اپنے ملنے والوں سے خطبہ کے حوالے سے پھر گفتگو بھی کیا کرتے تھے۔ صرف سن نہیں لیا بلکہ نوٹس لے کے گفتگو بھی کرتے تھے۔ مرحوم مسجد سے نوّے 90 میل کی مسافت پر رہتے تھے پھر بھی اپنی عمر اور کمزور صحت کے باوجود باقاعدگی سے نمازِ جمعہ پر آتے رہے۔ چندہ جات کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتے۔ کبھی انہیں یاددہانی نہیں کروانی پڑی۔ دیگر مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ایک بیٹی ہے ان کی لیکن وہ جماعت سے منسلک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی دعائیں اپنی بیٹی کیلئے بھی قبول ہو جائیں اور اس کو بھی توفیق مل جائے کہ احمدیت قبول کر لے۔ تو ابھی ایک تو جنازہ حاضر ہے اور یہ دو غائب جنازے ہیں۔ جمعے کے بعد میں یہ جنازہ پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے
تا کہ نیکیوں میں توفیق ملے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے
مسابقت کی روح ہونی چاہئے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

اعلان نکاح :: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23/ستمبر 2023ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) میں درج ذیل 2 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۞ عزیزہ سحرش امتیاز بنت مکرم امتیاز احمد گورایہ صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم توصیف جاوید ابن مکرم طلعت جاوید صاحب (یو.کے)

۞ عزیزہ انعم سیف اللہ بنت مکرم خالد سیف اللہ صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم اسامہ محمود حامد (واقف نو) ابن مکرم نفیس احمد حامد صاحب (یو.کے)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منصورہ فضل منؔ، قادیان دارالامان

مجھ میں طاقت کہاں کر سکوں میں بیاں
انکے اوصافِ اعلیٰ نہاں در نہاں
مٹ گئیں جن کے آنے سے تاریکیاں
جن کے آنے سے روشن ہیں کون و مکاں
مصطفیٰ مجتبیٰ خاتم الانبیاء
وہ ہے شاہِ مبیں شاہِ دونوں جہاں
حق کو قائم کیا حق ادا کر دیا
دُور باطل ہوا ہو گیا حق عیاں
برکتیں رحمتیں نعمتیں قدرتیں
آپؐ کے ایک آنے سے سب ہے یہاں
تشنہ روحوں نے پھر جامِ کوثر پیا
فیض جاری ہے مانند آبِ رواں
دشمنوں کو رہائی کی سوغات دی
ہم نے دیکھا نہیں آپؐ سا مہرباں
جب تلک ہے یہ دنیا نہ ہوگا کبھی
عدل و انصاف میں آپؐ سا حکمراں
لازمی ہے کہ ہو ذکرِ محبوب سے
دل میں سوزِ دروں آنکھ سیل رواں
بھیجتے ہیں درود و سلام آپؐ پر
فضلِ مولیٰ کے پھر دیکھتے ہیں نشاں

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

دو فرضی واقعات

جنگِ بدر کے حالات کے بعد واقدی اور بعض دُوسرے مؤرخین نے دو ایسے واقعات درج کئے ہیں جن کا کتب حدیث اور صحیح تاریخی روایات میں نشان نہیں ملتا اور درایتاً بھی غور کیا جائے تو وہ دُرست ثابت نہیں ہوتے مگر چونکہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک ظاہری صورت اعتراض کی پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے بعض عیسائی مؤرخین نے حسبِ عادت نہایت ناگوار صورت میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ فرضی واقعات یوں بیان کئے گئے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت عصماء نامی رہتی تھی جو اسلام کی سخت دشمن تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت زہر اُگلتی رہتی تھی اور اپنے اشتعال انگیز اشعار میں لوگوں کو آپؐ کے خلاف بہت اُکساتی تھی اور آپؐ کے قتل پر اُبھارتی تھی۔ آخر ایک نابینا صحابی عمیر بن عدی نے اشتعال میں آکر رات کے وقت اس کے گھر میں جبکہ وہ سوئی ہوئی تھی اُسے قتل کر دیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے اس صحابی کو ملامت نہیں فرمائی بلکہ ایک گونہ اس کے فعل کی تعریف کی۔ دوسرا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک بڈھا یہودی ابوعفک نامی مدینہ میں رہتا تھا۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشتعال انگیز شعر کہتا تھا اور کفار کو آپؐ کے خلاف جنگ کرنے اور آپؐ کو قتل کر دینے کیلئے اُبھارتا تھا۔ آخر ایک دن اُسے بھی ایک صحابی سالم بن عمیر نے غصّہ میں آکر رات کے وقت اُس کے گھر کے صحن میں قتل کر دیا۔ اور واقدی اور ابن ہشام نے بعض وہ اشتعال انگیز اشعار بھی نقل کئے ہیں جو عصماء اور ابوعفک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کہے تھے۔ ان دو واقعات کو سرولیم میور وغیرہ نے نہایت ناگوار صورت میں اپنی کتابوں کی زینت بنایا ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ جرح اور تنقید کے سامنے یہ واقعات دُرست ثابت ہی نہیں ہوتے۔ پہلی دلیل جو ان کی صحت کے متعلق شبہ پیدا کرتی ہے یہ ہے کہ کتب احادیث میں ان واقعات کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ یعنی کسی حدیث میں قاتل یا مقتول کا نام لے کر اس قسم کا کوئی واقعہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ حدیث تو الگ رہی بعض مؤرخین نے بھی ان کا ذکر نہیں کیا، حالانکہ اگر اس قسم کے واقعات واقعی ہوئے ہوتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ کتب حدیث اور بعض کتب تاریخ ان کے ذکر سے خالی ہوتیں۔ اس جگہ یہ شُبہ نہیں کیا جاسکتا کہ چونکہ ان واقعات سے بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے خلاف ایک گونہ اعتراض وارد ہوتا تھا، اس لئے محدّثین اور بعض مؤرخین نے ان کا ذِکر ترک کر دیا ہوگا، کیونکہ اوّل تو یہ واقعات ان حالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جن میں وہ وقوع پذیر ہوئے قابلِ اعتراض نہیں ہیں۔ دوسرے جو شخص حدیث و تاریخ کا معمولی مطالعہ بھی رکھتا ہے اس سے یہ بات مخفی نہیں ہو سکتی کہ مسلمان محدّثین اور مؤرخین نے کبھی کسی روایت کے ذکر کو محض اس بناء پر ترک نہیں کیا کہ اس سے اسلام اور بانیٔ اسلام پر بظاہر اعتراض وارد ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مسلّمہ طریق تھا کہ جس بات کو بھی وہ ازروئے روایت صحیح پاتے تھے اُسے نقل کرنے میں وہ اس کے مضمون کی وجہ سے قطعاً کوئی تامل نہیں کرتے تھے بلکہ اُن میں سے بعض محدّثین اور اکثر مؤرخین کا تو یہ طریق تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے متعلق جو بات بھی انہیں پہنچتی تھی خواہ وہ روایت و درایت دونوں لحاظ سے کمزور اور ناقابلِ اعتماد ہو وہ اُسے دیانتداری کے ساتھ اپنے ذخیرہ میں جگہ دے دیتے تھے اور اس بات کا فیصلہ مجتہد علماء پر یا بعد میں آنے والے محققین پر چھوڑ دیتے تھے کہ وہ اصول روایت و درایت کے مطابق صحیح و سقیم کا خود فیصلہ کرلیں اور ایسا کرنے میں اُن کی نیت یہ ہوتی تھی کہ کوئی بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی طرف منسوب ہوتی ہے خواہ وہ دُرست نظر آئے یا غلط وہ جمع ہونے سے نہ رہ جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ کی ابتدائی کتابوں میں ہر قسم کے رطب و یابس کا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ سب قابلِ قبول ہیں بلکہ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ان میں سے کمزور کو مضبوط سے جُدا کر دیں۔ بہرحال اس بات میں ذرّہ بھر بھی گنجائش نہیں کہ کسی مسلمان محدّث یا مؤرخ نے کبھی کسی روایت کو محض اس بناء پر ردّ نہیں کیا کہ وہ بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کی شان کے خلاف ہے یا یہ کہ اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے۔ چنانچہ کعب بن اشرف اور ابورافع یہودی کے قتل کے واقعات جو عصماء اور ابوعفک کے مزعومہ واقعات سے بالکل ملتے جلتے ہیں اور جن کا بیان آگے چل کر اپنے موقع پر آئے گا حدیث و تاریخ کی تمام کتابوں میں پوری پوری صراحت اور تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں اور کسی مسلمان راوی یا محدّث یا مؤرخ نے ان کے بیان کو ترک نہیں کیا۔ اندریں حالات عصماء اور ابوعفک یہودی کے قتل کا ذکر کسی حدیث میں نہ پایا جانا، بلکہ ابتدائی مؤرخین میں سے بعض مؤرخین کا بھی اس کے متعلق خاموش ہونا اس بات کو قریباً قریباً یقینی طور پر ظاہر کرتا ہے کہ یہ قصّے بناوٹی ہیں اور کسی طرح بعض روایتوں میں راہ پا کر تاریخ کا حِصّہ بن گئے ہیں۔ پھر اگر ان قِصّوں کی تفصیلات کا مطالعہ کیا جاوے تو ان کا بناوٹی ہونا اور بھی یقینی ہو جاتا ہے۔ مثلاً عصماء کے قصّہ میں ابنِ سعد وغیرہ کی روایت میں قاتل کا نام عمیر بن عدی بیان کیا گیا ہے، لیکن اس کے مقابلہ میں ابن درید کی روایت میں قاتل کا نام عمیر بن عدی نہیں بلکہ غشمیر ہے۔ سہیلی ان دونوں ناموں کو غلط قرار دے کر یہ کہتا ہے کہ دراصل عصماء کو اس کے خاوند نے قتل کیا تھا جس کا نام روایتوں میں یزید بن یزید بیان ہوا ہے اور پھر بعض روایتوں میں یہ آتا ہے کہ مذکورہ بالا لوگوں میں سے کوئی بھی عصماء کا قاتل نہیں تھا بلکہ اس کا قاتل ایک نامعلوم الاسم شخص تھا جو اسی کی قوم میں سے تھا۔ مقتولہ کا نام ابنِ سعد وغیرہ نے عصماء بنت مروان بیان کیا ہے۔ لیکن علامہ عبدالبر کا یہ قول ہے کہ وہ عصماء بنت مروان نہیں تھی بلکہ دراصل عمیر نے اپنی بہن بنت عدی کو قتل کیا تھا۔ قتل کا وقت ابنِ سعد نے رات کا درمیانی حِصّہ لکھا ہے لیکن زرقانی کی روایت سے دن یا زیادہ سے زیادہ رات کا ابتدائی حِصّہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقتولہ اس وقت کھجوریں بیچ رہی تھی۔

دوسرا واقعہ ابوعفک کے قتل کا ہے اس میں ابنِ سعد اور واقدی وغیرہ نے قاتل کا نام سالم بن عمیر لکھا ہے لیکن بعض روایتوں میں اس کا نام سالم بن عمرو بیان ہوا ہے اور ابن عقبہ نے سالم بن عبداللہ بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابوعفک مقتول کے متعلق ابن سعد نے لکھا ہے کہ وہ یہودی تھا، لیکن واقدی اسے یہودی نہیں لکھتا۔ پھر ابن سعد اور واقدی دونوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ سالم نے خود جوش میں آکر ابوعفک کو قتل کر دیا تھا، لیکن ایک روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے قتل کیا گیا تھا۔ زمانہ قتل کے متعلق بھی ابن سعد اور واقدی اسے عصماء کے قتل کے بعد رکھتے ہیں، لیکن ابنِ اسحاق اور ابوالربیع اسے عصماء کے قتل سے پہلے بیان کرتے ہیں۔ یہ جملہ اختلافات اس بات کے متعلق قوی شبہ پیدا کرتے ہیں کہ یہ قصّے جعلی اور بناوٹی ہیں یا اگر ان میں کوئی حقیقت ہے تو وہ ایسی مستور ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کیا ہے اور کس نوعیت کی ہے۔

ایک اور دلیل ان واقعات کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ ان دونوں قصّوں کا زمانہ وہ بیان کیا گیا ہے جس کے متعلق جملہ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس وقت تک ابھی مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان کوئی جھگڑا یا تنازعہ رونما نہیں ہوا تھا، چنانچہ تاریخ میں غزوہ بنی قینقاع کے متعلق یہ بات مسلّم طور پر بیان ہوئی ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان یہ پہلی لڑائی تھی جو وقوع میں آئی اور یہ کہ بنو قینقاع وہ پہلے یہودی تھے جنہوں نے اسلام کی عداوت میں عملی کارروائی کی۔ پس یہ کس طرح قبول کیا جاسکتا ہے کہ اس غزوہ سے پہلے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان اس قسم کا کشت و خون ہو چکا تھا اور پھر اگر غزوہ بنو قینقاع سے قبل ایسے واقعات ہو چکے تھے تو یہ ناممکن تھا کہ اس غزوہ کے بواعث وغیرہ کے بیان میں ان واقعات کا ذکر نہ آتا۔ کم ازکم اتنا تو ضروری تھا کہ یہودی لوگ جو ان واقعات کی بنا پر مسلمانوں کے خلاف ایک ظاہری رنگ اعتراض کا پیدا کر سکتے تھے کہ انہوں نے ان کے ساتھ عملی چھیڑ چھاڑ کرنے میں پہل کی ہے ان واقعات کے متعلق واویلا کرتے۔ مگر کسی تاریخ میں حتّٰی کہ خود ان مؤرخین کی کتب میں بھی جنہوں نے یہ قصّے روایت کئے ہیں قطعاً یہ ذکر نہیں آتا کہ مدینہ کے یہود نے کبھی کوئی ایسا اعتراض کیا ہو اور اگر کسی شخص کو یہ خیال پیدا ہو کہ شاید اُنہوں نے اعتراض اُٹھایا ہو مگر مسلمان مؤرخین نے اس کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ ایک غلط اور بے بنیاد خیال ہوگا کیونکہ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کبھی کسی مسلمان محدث یا مؤرخ نے مخالفین کے کسی اعتراض پر پردہ نہیں ڈالا، چنانچہ مثلاً جب سریہ نخلہ والے قصہ میں مشرکینِ مکّہ نے مسلمانوں کے خلاف اشہر حرم کی بے حرمتی کا الزام لگایا تو مسلمان مؤرخین نے کمال دیانت داری سے اُن کے اس اعتراض کو اپنی کتابوں میں درج کر دیا۔ پس اگر اس موقع پر بھی یہود کی طرف سے کوئی اعتراض ہوا ہوتا، تو تاریخ اس کے ذکر سے خالی نہ ہوتی۔ الغرض جس جہت سے بھی دیکھا جاوے یہ قصّے صحیح ثابت نہیں ہوتے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو کسی مخفی دشمنِ اسلام نے کسی مسلمان کی طرف منسوب کر کے یہ قصّے بیان کر دیئے تھے اور پھر وہ مسلمانوں کی روایتوں میں دخل پا گئے اور یا کسی کمزور مسلمان نے اپنے قبیلہ کی طرف یہ جھوٹا فخر منسوب کرنے کیلئے کہ اس سے تعلق رکھنے والے آدمیوں نے بعض موذی کافروں کو قتل کیا تھا یہ روایتیں تاریخ میں داخل کر دیں۔ واللہ اعلم۔

یہ تو وہ اصل حقیت ہے جو ان واقعات کی معلوم ہوتی ہے لیکن جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے اگر یہ واقعات دُرست بھی ہوں تو پھر بھی ان حالات کو دیکھتے ہوئے جن کے ماتحت وہ وقوع پذیر ہوئے وہ قابلِ اعتراض نہیں سمجھے جاسکتے۔ ان ایام میں جو نازک حالت مسلمانوں کی تھی اس کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے۔ ان کا حال بعینہٖ اس شخص کی طرح ہو رہا تھا جو ایک ایسی جگہ میں گھِر جاوے جس کے چاروں طرف دُور دُور تک خطرناک آگ شعلہ زن ہو اور اس کیلئے کوئی راستہ باہر نکلنے کا نہ ہو اور پھر اس کے پاس بھی وہ لوگ کھڑے ہوں جو اس کے جانی دشمن ہیں۔ مسلمانوں کی ایسی نازک حالت میں اگر کوئی شریر اور فتنہ پرداز شخص ان کے آقا اور سردار کے خلاف اشتعال انگیز شعر کہہ کہہ کر لوگوں کو اس کے خلاف اکساتا اور اس کے قتل پر دشمنوں کو اُبھارتا تھا، تو اس زمانہ کے حالات کے ماتحت اس کا علاج سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ ایسے شخص کو قتل کر دیا جاتا اور پھر یہ قتل بھی مسلمانوں کی طرف سے انتہائی اشتعال کی حالت میں ہوا۔ جس حالت میں کہ معمولی قتل بھی قصاص کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔ چنانچہ مسٹر مارگولیس جیسا شخص بھی جو عموماً ہر امر میں مخالفانہ پہلو لیتا ہے ان واقعات کی وجہ سے مُسلمانوں کو قابلِ ملامت نہیں قرار دیتا، چنانچہ مسٹر مارگولیس لکھتے ہیں:

”چونکہ عصماء نے اپنے اشعار میں اگر وہ اس کی طرف صحیح طور پر منسوب کئے گئے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل پر اُن کے دشمنوں کو عمدًا ابھارا تھا۔ اس لیے اس کا قتل خواہ اُسے دُنیا کے کسی معیار کے مطابق ہی جج کیا جاوے ایک بے بنیاد اور ظالمانہ فعل نہیں سمجھا جاسکتا اور پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اشتعال انگیزی کا وہ طریق جو ہجو کے اشعار کی صورت میں اختیار کیا گیا وہ عرب جیسے ملک میں دُوسرے ممالک کی نسبت بہت زیادہ خطرناک نتائج پیدا کر سکتا تھا...... اور یہ بات کہ صرف مجرموں کو ہی قتل کیا گیا عرب کے رائج الوقت دستور پر ایک بہت بڑی اصلاح تھی کیونکہ عربوں میں اشتعال انگیز اشعار کی وجہ سے صرف افراد تک معاملہ محدود نہیں رہتا تھا بلکہ سالم کے سالم قبائل میں خطرناک جنگ کی آگ مشتعل ہو جایا کرتی تھی۔ اس کی جگہ اسلام میں یہ صحیح اصول قائم کیا گیا کہ جُرم کی سزا صرف مجرم کو ہونی چاہئے نہ کہ اس کے عزیز و اقارب کو بھی۔“

مسٹر مارگولیس کو اگر ان قتلوں کے متعلق کوئی اعتراض ہے، تو اس طریق کی وجہ سے ہے جو اختیار کیا گیا یعنی یہ کہ کیوں نہ ان کے جرم کا باقاعدہ اعلان کر کے انہیں باضابطہ طور پر قتل کی سزا دی گئی۔ سو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ اگر ان واقعات کو دُرست بھی سمجھا جاوے تو وہ بعض مسلمانوں کے محض انفرادی فعل تھے جو ان سے سخت اشتعال کی حالت میں سرزد ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حکم نہیں دیا تھا جیسا کہ ابنِ سعد کے بیان سے یقینی طور پر پایا جاتا ہے۔ دوسرے اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہی سمجھا جاوے تو پھر بھی یقیناً اس زمانہ کے حالات ایسے تھے کہ اگر عصماء اور ابوعفک کے قتل کے متعلق باقاعدہ طور پر ضابطہ کا طریق اختیار کیا جاتا اور مقتولین کے متعلقین کو پیش از وقت اطلاع ہو جاتی کہ ہمارے آدمی قتل کئے جائیں گے تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہو سکتے تھے اور اس بات کا سخت اندیشہ تھا کہ یہ واقعات مسلمانوں اور یہودیوں اور نیز مسلمانوں اور مشرکین مدینہ کے درمیان ایک وسیع جنگ کی آگ مشتعل کر دیتے۔ تعجب ہے کہ مسٹر مارگولیس نے جہاں محض قتل کے فعل کو عرب کے مخصوص حالات کے ماتحت جائز قرار دیا ہے وہاں طریقۂ قتل کے متعلق ان کی نظر اس زمانہ کے مخصوص حالات تک کیوں نہیں پہنچی۔ اگر وہ اس پہلو میں بھی اس وقت کے حالات کو مدنظر رکھتے تو غالباً انہیں یقین ہو جاتا کہ جو طریق اختیار کیا گیا وہی اس وقت کے حالات اور اَمنِ عامہ کے مفاد کیلئے مناسب اور ضروری تھا، لیکن اس کے متعلق زیادہ تفصیلی بحث ہم انشاءاللہ کعب بن اشرف کے قتل کے بیان میں ہدیۂ ناظرین کریں گے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اوّل تو عصماء اور ابوعفک یہودی کے قتل کے واقعات روایتاً اور درایتاً دُرست ثابت ہی نہیں ہوتے اور اگر بالفرض انہیں دُرست سمجھا بھی جاوے تو وہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت قابلِ اعتراض نہیں سمجھے جاسکتے اور پھر یہ کہ جو بھی صورت ہو یہ واقعات قتل بہرحال بعض مسلمانوں کے انفرادی افعال تھے جو سخت اشتعال کی حالت میں اُن سے سرزد ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق حکم نہیں دیا تھا۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 446 تا 451، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1154) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ ہم نے ایک باغیچہ لگایا ہے آؤ آپ کو دکھاتے ہیں۔ آپ مجھے اپنے زنانہ مکان میں لے گئے اور وہاں اپنے کتب خانہ میں بٹھا دیا کہ یہ باغیچہ ہے۔تمام عربی کتب تھیں۔ایک جگہ میں نے دیکھا کہ متکلمین کی کتابیں اوپر نیچے رکھی تھیں۔سب سے اوپر براہین احمدیہ تھی۔اس کے نیچے حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ صاحب اور اس کے نیچے اور کتابیں تھیں۔میں نے آپ سے دریافت کیا کہ آیا یہ ترتیب اتفاقی ہے یا آپ نے مدارج کے لحاظ سے لگائی ہے۔آپ نے فرمایا میں نے اپنے خیال میں درجہ وار لگائی ہے۔پھر مجھے الماری کے نیچے مولوی صاحب کے دستخطی کچھ عربی میں لکھے ہوئے کاغذ ملے جو پھٹے ہوئے تھے، میں وہ نکال کر پڑھنے لگا۔آپ نے منع فرمایا۔میں نے کہا کہ قرآن شریف کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔فرمانے لگے۔کیا پوچھتے ہو۔میں نے منطق الطیر کی تفسیر کی تھی۔نہایت ذوق وشوق میں اور میں سمجھتا تھا کہ میں اس مسئلے کو خوب سمجھا ہوں لیکن کل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منطق الطیر پر تقریر فرمائی۔تو میں بہت شرمندہ ہوا اور میں نے آکر یہ مضمون پھاڑ ڈالا اور اپنے آپ کو کہا کہ تُو کیا جانتا ہے۔

(1155) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام جالندھر میں قیام پذیر تھے۔تو میں اوپر کوٹھے پر گیا۔حضور تنہائی میں بہت لمبی نماز پڑھتے تھے اور رکوع سجود لمبے کرتے تھے۔ایک خادمہ غالباً مائی تابی اس کا نام تھا جو بہت بڑھیا تھی۔حضور کے برابر مصلیٰ پر کھڑے ہوکر نماز پڑھ کر چلی گئی۔میں دیر تک بیٹھا رہا۔جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے یہ مسئلہ پوچھا کہ عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہوکر نماز پڑھ سکتی ہے یا پیچھے۔حضور نے فرمایا اُسے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے ۔میں نے کہا حضور تابی تو ابھی حضور کے برابر نماز پڑھ کر چلی گئی ہے۔آپ نے فرمایا کہ ہمیں تو خبر نہیں۔وہ کب کھڑی ہوئی اور کب چلی گئی۔

(1156) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ منشی اروڑا صاحب کے پاس کپورتھلہ میں خط آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مقدمہ قتل بن گیا ہے۔وہ فوراً روانہ بٹالہ ہوگئے اور ہمیں اطلاع تک نہ کی۔میں اور محمد خان صاحب تعجب کرتے رہے کہ منشی صاحب کہاں اور کیوں چلے گئے ہیں۔ہمیں کچھ گھبراہٹ سی تھی۔خیر اگلے دن میں قادیان جانے کے ارادہ سے روانہ ہوگیا۔بٹالہ جاکر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اور مارٹن کلارک والا مقدمہ بن گیا ہے۔ابھی میں حضور کی قیام گاہ پر جاکر کھڑا ہی ہوا تھا کہ حضور نے مجھے دیکھا بھی نہ تھا اور نہ میں نے حضور کو دیکھا تھا کہ آپ نے فرمایا۔منشی ظفر احمد صاحب کو بلا لو۔میں حاضر ہوگیا۔منشی اروڑا صاحب کی عادت تھی کہ حضرت صاحب کے پاس ہمیشہ بیٹھے پیر دابتے رہتے تھے۔اُس وقت منشی اروڑا صاحب کسی ضرورت کیلئے اُٹھ کر گئے ہوئے تھے۔آپ نے مجھے فرمایا کہ مقدمہ کے متعلق میں کچھ لکھانا چاہتا ہوں آپ لکھتے جائیں اور اس بات کا خیال رکھنا کہ کوئی لفظ خلاف قانون میری زبان سے نہ نکل جائے۔گو میں نے سینکڑوں فیصلے ہائی کورٹوں کے پڑھے ہیں۔لیکن پھر بھی اگر تمہارے خیال میں کوئی ایسا لفظ ہو تو روک دینا۔غرض آپ لکھاتے رہے اور میں لکھتا رہا اور میں نے عرض کی کہ منشی اروڑا صاحب کو قانون کی زیادہ واقفیت ہے۔انہیں بھی بلا لیا جائے۔حضور نے فرمایا کہ وہ مخلص آدمی ہیں اگر ان کو رخصت ملتی تو بھلا ممکن تھا کہ وہ نہ آتے۔ میں نے ذکر نہ کیا کہ وہ آئے ہوئے ہیں۔منشی اروڑا صاحب کو جب علم ہوا تو وہ کہنے لگے کہ تم نے کیوں نہ بتایا کہ وہ توکل کا آیا ہوا ہے۔میں نے کہا تم ہمیں اطلاع کرکے کیوں نہ آئے تھے۔اب دیکھ لو۔ہم حاضر ہیں اور آپ غائب ہیں۔غرض ہم اس طرح ہنستے رہتے۔

(1157) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جماعت علی شاہ صاحب نے منشی فاضل کا امتحان محمد خان صاحب مرحوم کے ساتھ دیا تھا۔اس تعلق کی وجہ سے وہ کپورتھلہ آگئے ۔محمد خان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اُن سے ذکر کیا اور کچھ اشعار کا بھی ذکر ہوگیا۔ جماعت علی شاہ صاحب نے کہا کہ نظامی سے بڑھ کر فارسی میں کوئی اور لکھنے والا نہیں ہوا۔میں نے کہا کہ کوئی شعر نظامی کا نعت میں سناؤ۔انہوں نے یہ شعر پڑھا

فرستادہ خاص پروردگار
رسانندۂ حجتِ اُستوار

میں نے حضرت صاحب کا یہ شعر انہیں سنایا

صدر بزم آسمان وحجۃ اللہ بر زمیں
ذات خالق را نشان بس بزرگ اُستوار

وہ کہنے لگا کہ کوئی اردو کا شعر بھی آپ کو یاد ہے میں نے اس کو قرآن شریف کی تعریف میں حضور کے اشعار سنائے۔

اس کے منکر جو بات کہتے ہیں
یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آئیں
میرے منہ پر وہ بات کر جائیں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں
آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یونہی امتحان سہی

وہ کہنے لگا اہل زبان اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ جماعت علی شاہ صاحب کے پاس ایک مسمریزم کی کتاب تھی اور وہ کہنے لگے کہ یہ ہمارے کھانے کمانے کا شغل ہے۔

(1158) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک دفعہ لاہور میں لیکچر تھا تو اس موقعہ پر مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی تھی۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مکان کے بالا خانہ میں تشریف فرما تھے جو مسجد احمدیہ کے سامنے ہے۔ میں بھی سکول سے رخصت لے کر لاہور پہنچ گیا۔لیکچر کے موقعہ پر ایک عجیب نظارہ تھا۔جگہ بجگہ ملاں لوگ لڑکوں کو ہمراہ لئے شور مچاتے پھرتے تھے اور گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے تھے کہ لیکچر میں کوئی نہ جائے مگر وہاں یہ حالت تھی کہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ ہی نہ ملتی تھی۔ حضور کے نورانی چہرہ میں ایک عجیب کشش تھی۔ جب حضور تقریر کیلئے کھڑے ہوئے تو بہت شور مچ گیا۔ ہر ایک دوسرے کو منع کرتا۔اس پر مولوی عبد الکریم صاحب نے تلاوت شروع کی۔جھٹ خاموشی ہوگئی پھر حضور نے تقریر فرمائی جو آخر تک توجہ سے سنی گئی۔لیکچر سننے کے بعد میں بھی اُس بالا خانہ میں چلا گیا جہاں حضور فرش پر ہی بیٹھے ہوئے تھے یا لیٹے ہوئے تھے۔(یہ مجھے یاد نہیں) میں پاؤں دبانے لگ گیا۔اس وقت ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور میں گنڈے تعویذ کرتا ہوں۔میرے لئے کیا حکم ہے۔میرا گذارہ اسی پر ہے مجھے اب یاد نہیں رہا کہ حضور نے اس کو کیا جواب دیا۔البتہ ایک مثال حضور علیہ السلام نے جو اس وقت دی تھی وہ مجھے اب تک یاد ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دیکھو ایک زمیندار اپنی زمین میں خوب ہل چلاتا ہے اور کھاد بھی خوب ڈالتا ہے اور پانی بھی خوب دیتا ہے اور بیج بھی عمدہ ہوتا ہے ۔ یہ سب اس کے اپنے اختیار کی باتیں ہیں۔ بیج کا اُگنا، بڑھنا یہ اس کے اپنے اختیار میں نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے خواہ وہ اُگنے ہی نہ دے۔

(1159) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ لدھیانہ میں تشریف لائے ۔رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب حضور دہلی سے تشریف لائے تھے۔شاید 1905ء کا ذکر ہے یا اس سے پہلے کا۔ میں بھی والد صاحب مرحوم کے ساتھ لدھیانہ پہنچ گیا۔گاڑی کے آنے پر وہ نظارہ بھی عجیب تھا۔ باوجود مولوی ملانوں کے شور مچانے کے کہ کوئی نہ جائے ۔وہ خود ہی زیارت کیلئے دوڑے بھاگے پھرتے تھے۔اسٹیشن کے باہر بڑی مشکل سے حضور علیہ السلام کو بگھی میں سوار کرایا گیا کیونکہ آدمیوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا۔جائے قیام پر حضور علیہ السلام مع خدام ایک کمرہ میں فرش پر ہی تشریف فرما تھے۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کی کہ لوگ زیارت کیلئے بہت کثرت سے آرہے ہیں۔حضور کرسی پر بیٹھ جائیں تو اچھا ہے۔حضور نے منظور فرمالیا۔کرسی لائی گئی اور اس پر آپ بیٹھ گئے ۔ دہلی کے علماء کا ذکر فرماتے رہے جو مجھے یاد نہیں۔ چونکہ رمضان کا مہینہ تھا۔ہم سب غوث گڑھ سے ہی روزہ رکھ کر لدھیانہ گئے تھے۔حضور نے والد صاحب مرحوم سے خود دریافت فرمایا یا کسی اور سے معلوم ہوا (یہ مجھے یاد نہیں) غرض خود کو معلوم ہوگیا کہ یہ سب غوث گڑھ سے آنے والے روزہ دار ہیں۔ حضور نے فرمایا میاں عبداللہ! خدا کا حکم جیسا روزہ رکھنے کا ہے ویسا ہی سفر میں نہ رکھنے کا ہے ۔آپ سب روزے افطار کردیں ۔ظہر کے بعد کا یہ ذکر ہے۔اگلے روز حضور کا لیکچر ہوا۔دوران تقریر حضور بار بار عصا پر ہاتھ مارتے تھے۔تقریر کے بعد ایک فقیر نے حضور علیہ السلام کی صداقت کے متعلق ایک خواب بیان کی۔حضور نے قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح اول کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بھی جلدی ہی لدھیانہ پہنچ گئے۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ہم تو حکم ملتے ہی چلے آئے ، گھر تک بھی نہیں گئے۔

(1160) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں رحمت اللہ صاحب ولد میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میرے نکاح کا خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے پڑھا تھا۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود میری اہلیہ کی طرف سے اپنی زبان مبارک سے ایجاب قبول کیا تھا کیونکہ حضور ولی تھے۔میں اس کو اپنی نہایت ہی خوش قسمتی سمجھتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ نکاح تو حضور نے کئی ایک کے پڑھائے ہوں گے لیکن اس طرح کا معاملہ شاید ہی کسی اور سے ہوا ہو۔سب کچھ والد صاحب مرحوم و مغفور پر حضرت اقدس کی خاص شفقت کا نتیجہ تھا۔اس کا مفصل ذکر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خطبہ نکاح میں درج ہے جو اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے۔

(1161) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میری اہلیہ تو میرٹھ گئی ہوئی تھی۔گھر خالی تھا۔تین دن کی تعطیل ہوگئی۔دیوانی مقدمات کی مسلیں صندوق میں بند کرکے قادیان چلا گیا۔وہاں پر جب تیسرا دن ہوا تو میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور تعطیلیں ختم ہوگئی ہیں۔اجازت فرمائیں۔آپ نے فرمایا: ابھی ٹھہرو۔ تھوڑے دنوں کے بعد منشی اروڑے صاحب کا خط آیا کہ مجسٹریٹ بہت ناراض ہے۔ مسلیں ندارد ہیں تم فوراً چلے آؤ۔ مجھے بہت کچھ تاکید کی تھی۔ میں نے وہ خط حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کردیا۔آپ نے فرمایا: لکھ دو۔ابھی ہمارا آنا نہیں ہوتا۔ میں نے یہی الفاظ لکھ دیئے کہ انہی میں برکت ہے۔پھر میں ایک مہینہ قادیان رہا اور کپورتھلہ سے جو خط آتا میں بغیر پڑھے پھاڑ دیتا۔ایک مہینہ کے بعد جب آپ سیر کو تشریف لے جانے لگے تو مجھے فرمانے لگے کہ آپ کو کتنے دن ہوگئے۔میں نے کہا حضور ایک ماہ کے قریب ہوگیا ہے ۔تو آپ اس طرح گننے لگے۔ ہفتہ ہفتہ آٹھ اور فرمانے لگے۔ہاں ٹھیک ہے۔پھر فرمایا: اچھا اب آپ جائیں ۔ میں کپورتھلہ آیا اور عملہ والوں نے بتایا کہ مجسٹریٹ بہت ناراض ہے۔میں شام کو مجسٹریٹ کے مکان پر گیا کہ وہاں جو کچھ اس نے کہنا ہوگا وہ کہہ لے گا۔اس نے کہا آپ نے بڑے دن لگائے اور اسکے سوا کوئی بات نہ کہی۔میں نے کہا کہ حضرت صاحب نے آنے نہیں دیا۔ وہ کہنے لگا ان کا حکم تو مقدم ہے ۔ تاریخیں ڈالتا رہا ہوں ۔مسلوں کو اچھی طرح دیکھ لینا اور بس۔میں ان دنوں ایک سررشتہ دار کے عوض کام کرتا تھا۔

(1162) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور منشی اروڑا صاحب مرحوم قادیان گئے ۔ منشی اروڑا صاحب اس وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سررشتہ دار تھے اور میں اپیل نویس تھا۔باتوں باتوں میں مَیں نے عرض کی کہ حضور مجھے اپیل نویس ہی رہنے دینا ہے؟ فرمایا کہ اس میں آزادی ہے۔آپ ایک ایک دو ماہ ٹھہر جاتے ہیں۔پھر خود بخود ہی فرمایا کہ ایسا ہو کہ منشی اروڑا صاحب کہیں اور چلے جائیں (مطلب یہ کہ کسی اور آسامی پر) اور آپ اُن کی جگہ سررشتہ دار ہو جائیں ۔اس سے کچھ مدت بعد جبکہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو چکا تھا منشی اروڑا صاحب تو نائب تحصیلدار ہوکر تحصیل بھونگہ میں تعینات ہوگئے اور میں ان کی جگہ سررشتہ دار ہوگیا۔پھر منشی صاحب مرحوم نائب تحصیلداری سے پنشن پاکر قادیان جارہے۔ اور میں سررشتہ داری سے رجسٹراری ہائی کورٹ تک پہنچا اور اب پنشن پاتا ہوں ۔ بہت دفعہ ہم نے دیکھا کہ حضور نے بغیر دعا کے کوئی بات فرمادی ہے اور پھر وہ اُسی طرح وقوع میں آگئی ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب مرد جہاد پر جاتے تھے تو مرہم پٹی کیلئے عورتیں بھی ساتھ جاتی تھیں

اسلام ہرگز یہ حکم نہیں دیتا کہ عورتیں گھروں میں بند ہوکر بیٹھ جائیں اور نہ ابتدائے اسلام میں مسلمان عورتیں ایسا کرتی تھیں
وہ جنگوں میں شامل ہوتی تھیں زخمیوں کی مرہم پٹیاں کرتی تھیں سواری کرتی تھیں مردوں سے علوم سیکھتی اور سکھاتی تھیں

اسلام عورت کو فنونِ حرب سے واقف رکھنا بھی ضروری قرار دیتا ہے، جنگی حربے استعمال کرنا سکھانا یہ بھی عورت کیلئے جائز ہے تاکہ
وقت پر وہ اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کر سکے، اگر اس کا دل تلوار کی چمک سے کانپ جاتا ہے یا بندوق اور توپ کی آواز سن کر خشک ہو جاتا ہے
تو وہ اپنے بچوں کو خوشی سے میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دے سکتی اور نہ دلیری سے خود ملک کے دفاع میں حصہ لے سکتی ہے

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر سے کہا یا تو تم شہید ہو جاؤ اور مَیں صبر کرلوں یا فتح و ظفر حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں،
جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرتناک منظر دیکھنے کیلئے آئیں اور بجائے رونے پیٹنے کے بیٹے کی تعریف کی

حضرت علیؓ کی والدہ کہتیں ہیں کہ جس قدر میری خدمت فاطمہ نے کی شاید ہی کسی بہو نے اپنی ساس کی اتنی خدمت کی ہوگی
میری بہو جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے بہت زیادہ خدمت گزار ہے اور مجھے حقیقی ماں تصور کرتی ہے

مالی قربانی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج احمدی مسلمان خواتین بھی اپنی مثالیں قائم کرنے والی ہیں
اور یہی مثالیں ہیں جو ان کے گھروں کو بابرکت کریں گی اور کرتی ہیں اور ان کے اموال و نفوس میں برکت پڑتی ہے

اسلام کا حکم چادر لینا ہے، یہ نہیں کہ صرف سر پر ہلکا سا سکارف لے لیا اور عام کپڑے پہن کے باہر نکل گئے، نہیں بلکہ
حکم یہ ہے کہ کپڑوں کے اوپر تم نے چادر اوڑھنی ہے جس سے سر بھی ڈھکا ہو اور چہرے کا بھی کچھ حصہ ڈھکا ہو اور سینہ بھی ڈھکا ہو

ہر ایک کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور جب ذمہ داریوں کا احساس ہوگا تو تبھی گھریلو امن قائم ہوگا اور آپس کے تعلقات بہتر ہوں گے اور بچوں کی صحیح تربیت ہوگی

اِس زمانے کی جنگ قلم کا جہاد ہے، لٹریچر کی تقسیم کا جہاد ہے تبلیغ کا جہاد ہے، پس عورتوں کا کام ہے کہ تبلیغ میں بھرپور حصہ لیں
اور اس روحانی ہتھیار سے لیس ہوں جو تبلیغ کیلئے ضروری ہے، قرآن کریم کا علم حاصل کریں، دینی علم حاصل کریں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
کتب سے علم حاصل کریں حدیث سے علم حاصل کریں اور اپنے اعلیٰ نمونے دکھا کر اپنی حالتوں کو اسلام کی تعلیم کے مطابق بنائیں تبھی اسلام کی خدمت کر سکیں گی

جلسہ سالانہ جرمنی 2023 کے دوسرے روز مستورات کے اجلاس سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب
قرون اولیٰ کی خواتین کے نہایت ایمان افروز واقعات کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احمدی خواتین کو نصیحت

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

2/ستمبر 2023ء بروز ہفتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 40 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق لجنہ جلسہ گاہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ سے خطاب تھا۔ پروگرام کے مطابق دوپہر 12 بجکر 10 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ وصدر لجنہ اماء اللہ، جرمنی نے اپنی نائب ناظمات اعلیٰ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔ اور خواتین نے نعرے بلند کرتے ہوئے بڑے والہانہ انداز میں اپنے آقا کو خوش آمدید کہا۔

اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ نوشین اسلام صاحبہ نے کی۔ بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ عزیزہ ہما نور الہدیٰ شاہ صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزہ انیقہ شاکر صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کا درج ذیل منظوم کلام

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

کے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق نیشنل سیکرٹری امور طالبات نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی اُن طالبات کے نام پڑھ کر سنائے جنہوں نے سال 2019ء سے لے کر سال 2023ء تک تعلیمی میدان میں غیر معمولی کامیابی حاصل کی تھی۔ ان طالبات کو لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کے موقع پر حسب ہدایت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ میڈل اور سندات دی جا چکی ہیں اور کچھ کو امسال دے دی جائیں گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

ان خوش نصیب طالبات کے نام درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر ملیحہ صدف صاحبہ (جرمنی) Specialist in Psychiatry and Psychotherapy
ڈاکٹر سعدیہ بٹ صاحبہ (جرمنی) Specialist in Child & Adolescent Psychotherapy
ڈاکٹر باریہ باجوہ صاحبہ (جرمنی) PhD in Medicine
ڈاکٹر ہبۃ النور افشاں محمود صاحبہ (جرمنی) PhD in Cancer Biology
ڈاکٹر عائشہ منور احمد صاحبہ (جرمنی) PhD in Molecular Biology
ڈاکٹر لانا زیروی صاحبہ (جرمنی) PhD in Medicine
ڈاکٹر نکہت احمد صاحبہ (جرمنی) PhD in Physical Activity & Health Promotion
ڈاکٹر طاہرہ مبشر صاحبہ (جرمنی) PhD in Psychology
ڈاکٹر ردا احمد صاحبہ (جرمنی) PhD in Medicine
ثانیہ خان صاحبہ (جرمنی) State Examination in Pharmacy
صبا احمد بٹ صاحبہ (جرمنی) State Examination in Pharmacy
سمرہ مصطفیٰ صاحبہ (جرمنی) State Examination in Dentistry
نائلہ کوثر شاکر صاحبہ (جرمنی) State Examination in Medicine
عروسہ نادین احمد صاحبہ (جرمنی) State Examination in Dentistry
نادیہ احمد چیمہ صاحبہ (جرمنی) State Examination in Human Medicine

ثوبیہ شکور بھٹہ صاحبہ (جرمنی)
State Examination in Human Medicine

ڈاکٹر رداا حمد صاحبہ (جرمنی)
State Examination in Medicine

مبارکہ انیس صاحبہ (جرمنی)
State Examination in Medicine

فخر النساء احمد صاحبہ (جرمنی)
State Examination in Human Medicine

نیلوفر احمد صاحبہ (جرمنی)
State Examination in Pharmacy

صائمہ مبارکہ گورایہ صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Pharmacy

سیدہ صوفیہ نور عباسی صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching at Gymnasium

ندا رانجھا صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching

عاطفہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

حرا خان صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

ندا حنا احمد صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching at Gymnasium

نوشین احمد صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching at Gymnasium

نائلہ طاہرہ ناصر صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching at Gymnasium

لبنیٰ ریاض صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching at Gymnasium

سلمیٰ احمد صاحبہ (جرمنی)
Second State Examination in Teaching at Primary Schools

تحریم احمد صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

سیرا ورلی صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Primary Schools

حسنیٰ شمس صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

سیدہ صوفیہ نور عباسی صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

ماہا خواجہ صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

عاطفہ احمد صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

سونیا سمرین احمد صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Primary Schools

فریحہ افضل صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Primary Schools

شاہدہ کنول احمد صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

باریہ قمر صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

زوہا احمد صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

یاسمین فروہ عباسی صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

عائشہ کاہلوں جری اللہ صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

بشریٰ عباسی صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

انیلہ امتیاز صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

صائمہ احمد سروعہ صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Primary Schools

سائرہ افضل صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

ثناوڑائچ اکمل صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

راحیلہ احمد مرزا صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

مناہل خواجہ صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Primary Schools

امتہ المصور ظفر صاحبہ (جرمنی)
First State Eximination in Teaching at Primary Schools

عطیہ احمد صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Primary Schools

صوفیہ احمد جنجوعہ صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Secondary & Junior High Schools

رمشہ منصور صاحبہ (جرمنی)
First State Examination in Teaching at Gymnasium

بشریٰ ایمان خواجہ صاحبہ (جرمنی)
State Examination in Law

ثانیہ ناصر بٹ صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Social Work

ثناہیو بش صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Sociology

صبا خواجہ صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Education

خانسہ تنویر صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Education

ماہ جبین احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Chemistry

فاریہ خان احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Indology

رافیہ محی الدین صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Islamic Studies

امتہ المصور سید صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in International Management

لبنیٰ رزاق صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in High School Teaching

صبا متین صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Computer Science

انم حیدر صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Computing in the Humanities

نمودِ سحر احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Chemical and Biological Engineering

حرا رحمان بٹ صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Business Management

وفا ناصر بٹ صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Architecture

نبیلہ بشریٰ صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Sociology

سوہا بابر صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in International Management

طاہر بھٹی صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Practical Philosophy, Islamic Religious Studies

سدرہ بشیر صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Biomolecular Engineering

مدیحہ الیاس صاحبہ (جرمنی)
Masters of Science in Psychology

ماہا خان صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Clinical Social Work

نایاب ماجد چوہدری صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Physics

رابعہ پرواز صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Business Education

ندا احمد حرش صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Molecular Biology

ندا احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Primary School Teaching

نازش رانا احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Management and Technology

ہما رحمان صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Religious Studies

قدسیہ طارق کنگ صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Medical Informatics

منزہ پرویز صاحبہ (جرمنی)
Masters of Science in Architecture

شمائلہ مظفر خان صاحبہ (جرمنی)
Masters of Science in Psychology

لبنیٰ خان صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Teaching at Primary & Secondary

تنزیلہ خان صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in English & Spanish

میمونہ متین صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Development Economics

حانیہ رباب انور صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Education

رابعہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Education

عافیہ ادریس صاحبہ (جرمنی)
Master of Science in Biomedical Technologies

سجیلہ حسین صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in Sociology

عذرہ افتخار صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Primary School Teaching

عطیہ قادر گھمن صاحبہ (جرمنی)
Master of Arts in International Peace & Conflict Studies

انیلہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in German and English

امامہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Master of Education in Teaching

فوزیہ مبارک صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Healthcare Management

ملیحہ کومل بٹ صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education

عروسہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Cultural Anthropolgy

مریم احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Comparative Culture & Religious Studies

عائشہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Psychology

ثانیہ ناصر بٹ صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education Sciences

خانسہ تنویر صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education

منزہ پرویز صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Engineering in Architecture

فریحہ سعادت احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Educational Science

شمائلہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Sociology

باریہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education

ہبہ میر صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Economics

تمثیلہ خان صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Engineering in Interdisciplinary Engineering Sciences

نبیلہ شاہد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Integrated Design

رامین ملک صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Business Informatics - Management and IT

منزہ بٹ مبین صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

جاسمینہ وقار صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

ماہا خان صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

تنزیلہ خالد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education/German Studies

سیدہ فرح نور عباسی صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Engineering in Geoinformation and Municipal Engineering

ہانیہ ملک صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Comparative Religions/Anthropology

سمیرہ کھوکھر صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in German Studies & Philosophy

صبا خواجہ صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education

منہال احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Business Administration Bank

آنسہ ماریہ عدنان صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

امتہ المصور سید صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in International Business Administration

ماریہ کیسلر صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Education

خولہ ایاز صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Psychology

شائستہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Religious Studies

پروہ عروج کاشف کہلوں صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Health-Related Social Work

موفضہ مبارک صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Educational Science & Psychology

ماریہ رؤف صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

شہنیلہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Sociology

منیبہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Business Administration

ماریہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in American Studies

ساحر نوید صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Physician Assistant

رشمہ مرزا صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Cross-Curricular

فرخندہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in English Studies

شمائلہ افضل صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

انم رزاق صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Childhood Education

سمیرہ کھوکھر صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Childhood Education

شانزہ ملک صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Medical Informatics

مریم راجہ صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in High School

نایاب ماجد چودہری صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Physics

سدرہ بشیر صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Biotechnology

دعا خالد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in High School

نتاشہ احمد رانا صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Oriental Studies

امتہ اللہ چیمہ صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Medical Management

بشریٰ عباسی صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Geography

طاہرہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Sciences

کافیہ طاہر رانا صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Sociology

رامین مبارک صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Psychology

فریحہ ناصر جاوید صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Multilingualism & Intercultural Education

عائشہ احمد بٹ صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Philosophy and Sociology

مہوش عباس صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Science in Media Informatics

سارہ رؤف نواز صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Teaching and Learning

نبیلہ رحمان صاحبہ (جرمنی)
Bachelor of Arts in Business Administration

بارعہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

عائشہ شہزاد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

آنیہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

زوہا خان صاحبہ (جرمنی)
Abitur

ہالہ ساجد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

ندا احمد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

صوفیہ احمد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

مارخ بٹ صاحبہ (جرمنی)
Abitur

ثنا احمد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

فرحانہ نصیر احمد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

ماہا ناصر ملک صاحبہ (جرمنی)
Abitur

پلوشہ قمر ضیاء صاحبہ (جرمنی)
Abitur

عاتکہ راشد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

حرمین احمد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

تزئین افضل صاحبہ (جرمنی)
Abitur

مبارز ماجد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

باسمہ افضل صاحبہ (جرمنی)
Abitur

ثنا احمد صاحبہ (جرمنی)
Abitur

جاذبہ احمد بٹ صاحبہ (جرمنی)
Abitur

لوات میمونہ مشتاق صاحبہ (جرمنی)
Abitur

عافیہ بٹ صاحبہ (جرمنی)
Abitur

اسرا احمد صاحبہ (جرمنی)
Fachabitur

ذیل میں ان انٹرنیشنل طالبات کی فہرست ہے جنہوں نے جرمنی سے باہر تعلیم حاصل کی ہے

طوبیٰ احمد بٹ صاحبہ (ترکی)
State Examination in Human Medicine

نائلہ نجم صاحبہ (امریکہ)
State Examination in Human Medicine

مناہل احمد صاحبہ (آسٹریا)
Doctor of General Medicine

آمنہ قمر کلہ صاحبہ (سوئٹزرلینڈ)	Federal Diploma Medical Doctor
امتہ الرفیق کلہ صاحبہ (سوئٹزرلینڈ)	Master of Law in Law
ہبتہ الحیٔ سعدیہ عطا صاحبہ (جارجیا)	Master of Science in Oral Surgery and Implantology
آمنہ شفقت صاحبہ (چیک ریپبلک)	Master of Arts in Public and Social Policy and Human Resources
رشدہ شفیق صاحبہ (جرمنی)	Master of Science in Physiology
رامیہ صنوبر صاحبہ (جرمنی)	Master of Science in Pharmaceutical Chemistry
سمیرہ کلہ صاحبہ (جرمنی)	Bachlor of Law in Law
علیزہ مصطفیٰ صاحبہ (جرمنی)	Bachelor of Science in Physics
ملیحہ ثاقب صاحبہ (برکینا فاسو)	Baccalaureat in Sciences
فریحہ نصرت جہاں ٹارنٹسر صاحبہ (سوئٹزرلینڈ)	Diploma in Economics
ماہا احمد صاحبہ (پاکستان)	Matric in Pakistan

بعد ازاں 12 بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

حضور انور کا مستورات سے خطاب

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں خواتین کے جلسہ میں میں نے قرون اولیٰ کی خواتین کے واقعات بیان کیے تھے۔ آج بھی اسی تسلسل میں یہاں بھی کچھ واقعات بیان کروں گا۔ یہ وہ خواتین تھیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض پایا اور زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کی تعلیم کی حقیقی تصویر پیش کرنے کی کوشش کی۔ چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یا عبادتوں کے معیار ہیں یا بنیادی گھریلو معاشرتی ذمہ داریاں ہیں بچوں کی تربیت ہے جان مال کی قربانی کے پہلو ہوں، اسلام کی خاطر جرأت و بہادری دکھانے کے مواقع ہوں۔ غرض کہ ہر موقع اور ہر پہلو پر ان خواتین نے ہمارے لیے ایک اسوہ قائم کیا ہے۔ نہ صرف عورتوں کیلئے بلکہ مردوں کیلئے بھی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کرنے کا ایک واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن گھر سے نکلے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ ان سے پہلے اور بعد میں آپ نے کوئی نوافل ادا نہیں کیے تھے۔ ایک یہ مسئلہ بھی یہاں حل کر دیا کہ عید کے دن عید کی نماز سے پہلے کوئی نفل نہیں پڑھا جاتا۔ پھر آپ عورتوں کی طرف گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے۔ پھر آپ نے عورتوں کو نصائح فرمائیں اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ عورتوں نے اپنی بالیاں اور کنگن اتار اتار کر دینے شروع کیے۔ اپنے زیور اتار دیے۔ مالی قربانی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج احمدی مسلمان خواتین بھی اپنی مثالیں قائم کرنے والی ہیں اور یہی مثالیں ہیں جو ان کے گھروں کو بابرکت کریں گی اور کرتی ہیں اور ان کے اموال ونفوس میں برکت پڑتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو فضائل سے آراستہ ہونے کی نصیحت فرماتے تھے اور ان کاموں سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے جو کسی کام نہ آئیں۔ فضول کام کا کوئی فائدہ نہیں۔ لوگ لکھتے ہیں کہ فلاں کر لوں فلاں کر لوں میوزک میں سپیشلائز کر لوں لڑکیاں بعض لکھتی ہیں، یا فلاں چیز کر لوں۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ ایسی چیز کرنی چاہئے جو کام آنے والی ہو۔

حضرت ام سنان بیان کرتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی اسلام پر بیعت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک میرے ہاتھ پر پڑی تو فرمایا تم میں سے کسی عورت پر کوئی حرج نہیں اگر وہ اپنے ناخنوں پر بناؤ سنگھار کیلئے تبدیلی کرے اور اپنی کلائی میں ریشم یا چمڑے کی کوئی ڈوری باندھ لے اگر اسے کوئی چیز پہننے کیلئے نہ ملے، تو حضرت ام سنان نے اس ارشاد کی تعمیل کی۔ یہاں جہاں یہ فرمایا وہاں عورتوں کو یہ اجازت دے دی کہ وہ سنگھار کر سکتی ہیں زیور پہن سکتی ہیں یہ بھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ناخنوں پر بعض بہت سی سوال کرتی ہیں لڑکیاں عورتیں کہ ہمیں غیروں نے کہا کہ نیل پالش لگانا منع ہے۔ نیل پالش بھی لگائی جاسکتی ہے اس سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے اور یہ چیز کوئی منع نہیں کوئی بری چیز نہیں ہے۔

نیکیوں کے حصول کی بھی صحابیات کوشش کرتی رہتی تھیں کہ اگر کسی کی والدہ نے کسی نیکی کا ارادہ کیا ہے اور زندگی نے ماں کا ساتھ نہیں دیا تو کوشش کر کے وہ نیکی فوت شدہ کی طرف سے کی جائے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی مگر اس نے حج نہیں کیا اور فوت ہو گئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔ بتاؤ تو سہی اگر تمہاری ماں پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرنے والی ہوتی۔ اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کے ساتھ وفا کی جائے اور سب سے زیادہ وفا خدا تعالیٰ سے کرنی چاہئے۔ اسلام میں ابتدا میں ہی جن کو شہادت کا مقام حاصل ہوا تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک خاتون بھی ان میں شامل تھی چنانچہ اس کی تفصیل میں لکھا ہے۔ حضرت سمیہ بنت مسلم نے اسلام قبول کیا تو ان کو کفار نے طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ سب سے سخت اذیت یہ تھی کہ ان کو مکہ کی تپتی ریت میں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے لیکن بایں ہمہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہتی تھیں۔ ایک دن کفار نے حسب معمول ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں زمین پر لٹا دیا تھا۔ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو فرمایا صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت میں ہے لیکن کفار کی اس پر بھی تسکین نہیں ہوئی اور ابوجہل نے ان کی ران میں برچھا مار کر ان کو شہید کر دیا چنانچہ یہ تاریخ میں بعض جگہ لکھا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت انہی کو نصیب ہوا۔

بچوں کو بھی ایک حوصلے سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے والی خواتین کا نمونہ بے مثال ہے۔ اس بارے میں تاریخ میں ایک واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر جب حجاج سے معرکہ ہوا تو ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھی وہ ان کے پاس آئے اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ مرنے میں آرام ہے۔ جب ماں کی ایسی حالت دیکھی تو انہوں نے تسلی دی۔ تو انہوں نے آگے سے کہا کہ شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہے لیکن جب تک دو باتوں میں سے ایک نہ ہو جائے میں مرنا پسند نہ کروں گی۔ وہ باتیں دو کیا ہیں۔ یا تو تم شہید ہو جاؤ اور میں صبر کر لوں یا فتح وظفر حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرتناک منظر دیکھنے کیلئے آئیں اور بجائے اس کے کہ روتی پیٹتی حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اس سوار کیلئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے یعنی بڑی جرأت سے اس کی تعریف کی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر ظلم سہنے کا ایک واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے۔ ابن اسحق یوں کہتے ہیں کہ مجھے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت پہنچی کہ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغرض ہجرت روانہ ہو گئے تو میرے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس میں ابوجہل بھی تھا اور آ کر ابوبکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو میں ان کی طرف چلی تو انہوں نے کہا۔ اے ابوبکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے۔ میں نے کہا واللہ میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے تو ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس نے میرے رخسار پر ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ جس سے میری بالی گر گئی۔ بڑا زوردار تھا کان بھی زخمی ہو گیا۔ ایک خاتون کو اس کے بیٹے اور خاوند سے علیحدہ کرنے کے ظلم کے واقعہ کا تاریخ میں یوں ذکر ملتا ہے۔

حضرت ام سلمہ بیان فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ نے ہجرت مدینہ کی تیاری کی تو اپنے لیے ایک اونٹ کا بندوبست کیا اور مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو اس پر سوار کر کے مہار پکڑ لی اور مدینہ کو نکل کھڑے ہوئے۔ جب اسے میرے قبیلے کے لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے روکا کہ یہ تیری خواہش ہے جس نے تجھے ہجرت پر مجبور کیا ہے۔ رہا معاملہ تیری زوجہ کا تو وہ کیوں گھر کو چھوڑے اور کیوں تو اسے شہروں میں لیے پھرے۔ اس پر عورت کے رشتہ داروں نے اونٹ کی مہار اس کے ہاتھ سے چھین لی اور کہتی ہیں کہ مجھے پکڑ لیا اور اس صورتحال سے بنوعبد اسد بپھر گئے اور سلمہؓ کا رخ کیا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے بیٹے کو اس کی ماں کے پاس نہیں رہنے دیں گے جبکہ تم نے اس کی بیوی کو شوہر سے چھین لیا ہے۔ چنانچہ ابوسلمہ کے اہل قبیلہ نے میرے بیٹے سلمہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ بیوی کو عورت کو اس کے میکے والے لے گئے اور اس عورت کے پاس جو بچہ تھا اس کو اس کا ددھیال لے گیا۔ کہتی ہیں مجھے میرے قبیلے والے نے قابو کر لیا اور میرا شوہر ابوسلمہ مجھے چھوڑ کر مدینہ چلا گیا اور اس طرح ہم تینوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ کہتی ہیں میری یہ حالت تھی کہ میں روزانہ صبح اٹھ کر ابطح کے مقام پر آ جاتی اور شام تک وہاں بیٹھی روتی رہتی۔ کم وبیش ایک سال اسی حال میں گزر گیا تا آنکہ ایک دن ایک شخص جس کا تعلق بنی مغیرہ سے تھا وہاں سے گزرا اور اسے میری حالت پر رحم آ گیا۔ اس نے میرے قبیلے سے کہا۔ کیا تم اس بے بس عورت کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو۔ تم نے اسے خاوند اور بیٹے ہر دو سے جدا کر دیا چنانچہ میرے اہل قبیلہ نے اجازت دے دی اور کہا کہ اگر تم چاہتی ہو تو اپنے شوہر کے پاس جا سکتی ہو۔ اسی دوران میں بنوعبدالاسد نے میرا بیٹا بھی مجھے لوٹا دیا۔ میں نے اونٹ کا بندوبست کیا بیٹے کو گود میں لیا اور اپنے شوہر کے تعاقب میں چل دی۔ میں بالکل اکیلی تھی اور کوئی رفیق سفر نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا اللہ کرے کہ مجھے کوئی رفیق سفر مل جائے تا کہ میں اپنے شوہر تک پہنچ جاؤں۔ جب میں تنعیم میں پہنچی تو اتفاق سے میری ملاقات عثمان بن طلحہ بن ابوطلحہ سے ہو گئی جو بنوعبدالدار کا بھائی تھا۔ انہوں نے کہا ابوامیہ کی بیٹی کہاں جا رہی ہو۔ میں نے کہا اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ پوچھا کیا کوئی تمہارا رفیق سفر ہے۔ میں نے کہا سوائے اللہ اور اس بچے کے اور کوئی بھی نہیں۔ اس نے کہا پھر تمہاری کوئی منزل نہیں۔ اس نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور مجھے لے کر روانہ ہو پڑا۔ اللہ کی قسم میں نے عرب بھر میں ایسا شریف النفس کوئی انسان نہیں دیکھا۔ خاموشی سے اونٹ کی مہار پکڑ کے چلنے لگ گیا سفر میں۔ جب منزل پر پہنچتا تو اونٹ کو بٹھاتا اور خود ایک طرف ہو کر درخت کے نیچے جا کر لیٹ جاتا۔ پھر جب کوچ کا وقت آتا تو اونٹ کے پاس آ کر کجاوہ رکھتا اور ہٹ کر ایک طرف کو کھڑا ہو جاتا اور مجھے کہتا کہ سوار ہو جاؤ۔ جب میں سوار ہو چکتی اور اونٹ پر جم کر بیٹھ جاتی تو عثمان بن طلحہ آتا اور اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑتا اور جب منزل آتی پھر ٹھہر جاتا۔ وہ اسی طریقے سے چلتا آیا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ جب اس نے عمرو بن عوف کی بستی قبا دیکھی تو کہنے لگا کہ تیرا خاوند یہیں ٹھہرا ہو گا اور فی الواقعہ ابوسلمہ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے چنانچہ اللہ کا نام لے کر میں اس بستی میں اتر پڑی اور عثمان بن طلحہ وہاں سے مکہ لوٹ گیا۔ وہ اکثر کہا کرتا کہ میں نے کوئی ایسا خاندان نہیں دیکھا جسے قبول اسلام کے بعد اتنی تکالیف پیش

آئی ہوں جتنی کہ ابوسلمہ کے خاندان کو پیش آئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا یہاں آپ میں سے بہت ساری عورتیں دین کی خاطر یہاں آئی ہیں۔ کیا آپ کو کبھی ایسی مشکلات پیش آئی ہیں۔ یہ سفر انہوں نے دین کی خاطر کیا تھا اور آپ نے بھی یہاں آنے کا سفر دین کی خاطر کیا ہے۔ باوجود عہد دہرانے کے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا اس عہد کی ہم پابندی کر رہی ہیں۔ اسی طرح مرد کا نمونہ بھی ہے۔ بڑا اعلیٰ معیار قائم کیا اس نے اپنی شرافت کا حالانکہ مسلمان نہیں تھا اور اسی طرح ہر مرد کو عورت کی عزت اور تقدس کا خیال رکھنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خاوند کی قربانی پر صبر دکھانے کے ایک واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے۔ ام اسحاق غنویہ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیلئے روانہ ہوئیں۔ ابھی تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ ان کے بھائی نے کہا کہ وہ اپنا زاد راہ مکہ میں ہی بھول آیا ہے۔ بہن سے کہا کہ وہ یہاں بیٹھ کر انتظار کریں تا کہ وہ اپنا زاد سفر لے آئے۔ بہن نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ میرا فاسق خاوند تجھے آنے نہیں دے گا۔ بھائی نے تسلی دی اور زاد سفر لینے چلا گیا۔ مجھے وہاں بیٹھے کہتی ہیں کئی دن گزر گئے لیکن بھائی نہیں آیا۔ اتفاقاً ایک دن وہاں سے ایک آدمی جسے میں جانتی تھی گزرا اس نے وہاں بیٹھنے کی وجہ پوچھی اور میں نے بتائی تو اس نے مجھے بتایا کہ تیرے بھائی کو تیرے خاوند نے قتل کر دیا ہے۔ ام اسحاق غنویہ فرماتی ہیں کہ میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتی ہوئی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور آگے سفر شروع کر دیا۔ بھائی کی لاش پر جس نے اسلام کی خاطر قربانی کی تھی صبر دکھانے کے ایک واقعہ کا یوں ذکر ملتا ہے حضرت صفیہ نے حضرت زبیر کے ساتھ ہجرت کی۔ غزوہ احد میں جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو وہ مدینہ سے نکلیں۔ صحابہ سے عتاب آمیز لہجہ میں کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چل دیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو حضرت زبیر کو بلا کر ارشاد کیا کہ حمزہ کی لاش نہ دیکھنے پائیں۔ کافروں نے ان کی لاش کا بہت برا حال کیا ہوا ہے۔ صدمہ ہوگا بہت زیادہ۔ حضرت زبیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا انہوں نے کہا کہ میں اپنے بھائی کا سارا ماجرہ سن چکی ہوں۔ کافروں نے جو کچھ کیا ہے سب کچھ مجھے پتہ ہے لیکن خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاش دیکھنے کی اجازت دے دی۔ وہ لاش پر گئیں خون کا جوش تھا اور عزیز بھائی کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہوئے تھے لیکن انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر چپ ہو گئیں اور مغفرت کی دعا مانگی۔

ایک نوجوان لڑکی کی ایمانداری اور اللہ تعالیٰ کے خوف کا ایک اعلیٰ معیار تھا اس بارے میں ایک واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے۔ حضرت اسلم سے مروی ہے جو حضرت فاروق کے آزاد کردہ تھے کہ بعض راتوں میں سے ایک رات میں امیر المومنین کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں پھر رہا تھا۔ آپ نے ایک گھڑی کیلئے استراحت کی غرض سے ایک دیوار کی جانب سہارا لیا۔ آپ نے سنا کہ ایک بڑھیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ اٹھ دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے کہا آپ جانتی نہیں کہ امیر المومنین کے منادی نے یہ اعلان کیا ہے کہ زیادہ کرنے کیلئے دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا کہ نہ اس وقت امیر المومنین موجود ہیں اور نہ اس کا منادی۔ بندوں میں سے کوئی دیکھ نہیں رہا۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے لیے مناسب نہیں ہے۔ سامنے تو ہم ان کی اطاعت کریں اور خلوت میں نافرمانی کریں۔ یہ تھے لڑکیوں کے معیار کہ صرف سامنے اطاعت نہیں کرنی۔ اگر حکم ہے اگر دین کو قبول کیا ہے تو پھر خلیفہ وقت کی باتوں کی ہمیشہ اطاعت کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے اسلم اس مکان پر نشان لگا دے۔ آپ دیوار کے کنارے بیٹھے سن رہے تھے۔ دوسرے دن آپ نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کر دیا کہ ایسی نیک لڑکی جو اتنا خیال رکھتی ہے ایمانداری کا کہ خدا دیکھ رہا ہے ہمیں، اس لیے ہم نے کوئی برائی نہیں کرنی۔ اس کی عاصم سے شادی کر دی اور پھر ان کی اولاد بھی ہوئی اور یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اسی لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی زینت چھپانے اور پردے کا حکم دیا ہے اپنی نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ابھی تلاوت میں بھی آپ نے سنا ہے۔ اسی طرح اپنا حسن چھپانے کیلئے غیر مردوں کے سامنے نہ آنے کی ہدایت بھی دی ہے۔ یہ تفصیل سورت نور کی آیت بتیس میں ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ عورت کو قید کر کے ہر نعمت سے محروم کر دیا جائے۔ جس طرح آجکل کے طالبان میں یہ مثال ہمیں نظر آتی ہے۔ اس آیت کی تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو کی ہے لکھا ہے کہ اسلام ہرگز یہ حکم نہیں دیتا کہ عورتیں گھروں میں بند ہو کر بیٹھ جائیں اور نہ ابتدائے اسلام میں مسلمان عورتیں ایسا کرتی تھیں بلکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سننے آتی تھیں۔ جنگوں میں شامل ہوتی تھیں زخمیوں کی مرہم پٹیاں کرتی تھیں سواری کرتی تھیں مردوں سے علوم سیکھتی اور سکھاتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپ مردوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنایا کرتی تھیں بلکہ خود ایک دفعہ آپ نے کمان کی۔ لڑائی بھی کی۔ غرض ان کو پوری عملی آزادی حاصل تھی صرف اس امر کا ان کو حکم تھا کہ اپنا سر، گردن اور منہ کے وہ حصے جو سر اور گردن کے ساتھ وابستہ ہیں ان کو ڈھانپے رکھیں تا کہ وہ راستے جو گناہ کرتے ہیں بند رہیں اور اگر اس سے زیادہ احتیاط کر سکیں تو نقاب اوڑھ لیں لیکن یہ کہ گھروں میں بند رہیں اور تمام علمی اور تربیتی کاموں سے الگ رہیں یہ نہ اسلام کی تعلیم ہے اور نہ اس پر پہلے کبھی عمل ہوا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ آپ امن کے زمانہ میں صحابہ کرام سے ہمیشہ دوستانہ مقابلہ کروایا کرتے تھے جن میں تیر اندازی اور دوسرے فنون حرب اور قوت و طاقت کے مظاہرے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اسی قسم کے کھیل آپ نے مسجد میں بھی کروائے اور حضرت عائشہ سے فرمایا کہ اگر دیکھنا چاہو تو میرے پیچھے کھڑے ہو کر کندھوں کے اوپر سے دیکھ لو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور انہوں نے تمام جنگی کرتب دیکھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام عورت کو فنونِ حرب سے واقف رکھنا بھی ضروری قرار دیتا ہے۔ جنگی حربے استعمال کرنا سکھانا یہ بھی عورت کیلئے جائز ہے تا کہ وقت پر وہ اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کر سکے۔ اگر اس کا دل تلوار کی چمک سے کانپ جاتا ہے یا بندوق اور توپ کی آواز سن کر خشک ہو جاتا ہے تو وہ اپنے بچوں کو خوشی سے میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دے سکتی اور نہ دلیری سے خود ملک کے دفاع میں حصہ لے سکتی ہے۔ ہندوستان میں مغلیہ حکومت کی تباہی صرف عورت کی بزدلی اور مرد کی بے جا محبت کی وجہ سے ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں اس ضمن میں یہ بھی وضاحت کر دوں۔ کچھ عرصہ قبل میں نے کہا تھا کہ برقع پہننا اور نقاب لینا تو اسلام کا حکم نہیں ہے لیکن اسلام کا حکم چادر لینا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف سر پر ہلکا سا سکارف لے لیا اور عام کپڑے پہن کے باہر نکل گئے۔ نہیں بلکہ حکم یہ ہے کپڑوں کے اوپر تم نے چادر اوڑھنی ہے جس سے سر بھی ڈھکا ہوا اور چہرے کا بھی کچھ حصہ ڈھکا ہوا اور سینہ بھی ڈھکا ہو۔ یہ حکم ہے اور اس کے ساتھ پھر آزادی ہے کہ ٹھیک ہے تم باہر نکل کے سارے کام کرو۔ یہ نہیں کہ پردہ چھوڑ دو اور کہہ دو کہ میں نے کہہ دیا تھا کہ جی برقع لینا ضروری نہیں ہے اس لیے ہلکا سا سکارف سر پہ لیا اور جائز ہو گیا۔ اس بات کی بھی وضاحت ہونی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ساس بہو کی مثالیں بہت دی جاتی ہیں۔ عموماً ساس بہو کے تعلقات مکمل طور پر پیار اور محبت کے نہ ہونے کی باتیں سامنے آتی ہیں تاہم ایسی مثالیں بھی ہیں اور آج بھی ایسی مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں جو آپس کے بڑے اچھے تعلقات ہیں لیکن اس کی اعلیٰ ترین مثال ہمیں تاریخ اسلام میں حضرت فاطمہ کی ملتی ہے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد جو حضرت علی کی والدہ تھیں حضرت علی کی والدہ کا نام بھی فاطمہ تھا اور حضرت فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس تھیں یہ۔ حضرت فاطمہ اپنی ساس کو حقیقی ماں تصور کرتی تھیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ جب گھریلو امور سے فراغت پاتیں تو ان کی ضروریات کی تکمیل کرتیں۔ انہیں زیادہ کام نہ کرنے دیتیں ان کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتیں۔ انکے کپڑے دھوتیں۔ انہیں کھانا کھلاتیں۔ ان کا بستر صاف کرتیں اور بچھاتیں اور اگر کوئی کام ان کے ذمہ ہوتا تو اس میں بھی ان کی مدد کرتیں۔ حضرت علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا خود بیان یہ ہے کہ جس قدر میری خدمت فاطمہ نے کی شاید ہی کسی بہو نے اپنی ساس کی اتنی خدمت کی ہو گی۔ انہوں نے مزید بیان کیا کہ میری بہو جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے بہت زیادہ خدمت گزار ہے اور مجھے حقیقی ماں تصور کرتی ہے۔ اب یہ تو ساس بہو کی خدمت کا واقعہ ہے۔

مردوں کا کام یہ ہے کہ باہر جائیں اور کمائی کریں اور باہر کے معاملات سنبھالیں۔ یہاں بعض دفعہ یہ سوال اٹھ جاتے ہیں کہ ہم نے دو گھنٹے کام کیا تو چار گھنٹے مرد بھی کام کرے، دو گھنٹے عورت بھی کام کرے۔ یہ چیزیں غلط ہیں ہر ایک کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور جب ذمہ داریوں کا احساس ہوگا تو تبھی گھریلو امن قائم ہوگا اور آپس کے تعلقات بہتر ہوں گے اور بچوں کی صحیح تربیت ہوگی۔ مسلمان عورتوں کی جرأت و بہادری کے بھی بہت سے واقعات تاریخ میں ملتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خولہ بنت ازور، حضرت ہند بنت عمرو اور حضرت ام عمارہ کی جرأت وشجاعت کے واقعات کا ذکر فرمایا۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ✡ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ✡ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

فرمایا کہ حضرت مصلح موعود نے ان عورتوں کی تاریخ بیان کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ میں ذکر کیا کہ

ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ کیا مرد ہم سے زیادہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کہ وہ جہاد میں شامل ہوں اور ہم شامل نہ ہوں۔ ہم بھی جہاد میں شامل ہوا کریں گی۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ عورت ایک جنگ میں شریک ہوئی اور جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو اس کو بھی با قاعدہ طور پر حصہ دیا گیا۔ بعض صحابہ نے کہا کہ اِس کو حصہ دینے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اِس کو بھی حصہ دیا جائے گا۔ چنانچہ اس عورت کو حصہ دیا گیا پھر آپ کی یہ سنت ہوگئی کہ جب مرد جہاد پر جاتے تھے تو مرہم پٹی کیلئے عورتیں بھی ساتھ چلی جاتی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کی جنگوں میں بھی عورتیں شامل ہوتی رہیں اور بعض جنگوں میں عورتوں نے کمان بھی کی۔ آپ نے حضرت عائشہ کی مثال دی ہے کہ وہ کمان کر رہی تھیں قطع نظر اس کے کہ اس وقت کون صحیح تھا اور کون غلط لیکن بہر حال حضرت عائشہ کو فنون حرب سے واقفیت تھی تبھی کمان کی اور بعد میں پھر بہر حال آپ کو یہ احساس بھی ہوگیا تھا کہ یہ جنگ غلط ہو رہی ہے اس لیے آپ نے صلح کیلئے بھی جھنڈا بلند کر دیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تو بہر حال اس زمانے میں عورتیں فنون جنگ سے بھی واقف تھیں۔ ہر کام سیکھا کرتی تھیں اور بہادری تھی ان لوگوں میں۔ گھر میں نہیں بیٹھی رہا کرتی تھیں۔ اس زمانے کی جنگ قلم کا جہاد ہے لٹریچر کی تقسیم کا جہاد ہے تبلیغ کا جہاد ہے۔ پس عورتوں کا کام ہے کہ تبلیغ میں بھر پور حصہ لیں اور اس روحانی ہتھیار سے لیس ہوں جو تبلیغ کیلئے ضروری ہے۔ قرآن کریم کا علم حاصل کریں۔ دینی علم حاصل کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے علم حاصل کریں حدیث سے علم حاصل کریں اور اپنے اعلیٰ نمونے دکھا کر اپنی حالتوں کو اسلام کی تعلیم کے مطابق بنائیں تبھی اسلام کی خدمت کر سکیں گی۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ صرف دنیا کے پیچھے چلنا ہے ہم نے یا ہم نے اپنے عہد کو بھی پورا کرنا ہے اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی بڑے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے قربانیاں کرنی پڑتی ہیں کجا یہ کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپ کہیں کہ ہم یہ کیوں کریں اور وہ کیوں کریں۔ قربانیاں کریں۔ اپنی حیا کا خیال رکھیں اپنے لباس کا خیال رکھیں۔ دین کی تعلیم کا خیال رکھیں اور اپنے عہدوں کو نبھانے کی کوشش کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں اور اس میں کسی کمپلیکس میں کسی احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے ہمیں یہ دنیادار کیا کہیں گے۔ ہم نے ان دنیاداروں کو اپنے پیچھے چلانا ہے اور اپنی مثالوں سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

حضور انور کا یہ خطاب 1 بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

بعد ازاں لجنہ کے مختلف گروپس نے جرمن، اردو، ترکی، اور میسیڈونیا کی زبان میں ترانے اور دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ غانا سے تعلق رکھنے والی خواتین نے اپنی زبان میں ترانے پیش کیے اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اپنی مخصوص طرز پر ورد کیا۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے خواتین کے اُس ہال میں تشریف لے گئے جو چھوٹے بچوں والی خواتین کیلئے مخصوص تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے درمیان میں پا کر بچوں اور ان کی ماؤں کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ خواتین نے اپنے پیارے آقا کا دیدار کیا۔

بعد ازاں 2 بجکر 15 منٹ پر حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق 4 بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور درج ذیل چھ مہمانوں نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

Markus Grubel ممبر قومی اسمبلی (موصوف قومی اسمبلی میں احمدیہ گروپ کے کوآرڈینیٹر ہیں)
Thomas Bareib ممبر قومی اسمبلی
Michael Donth ممبر قومی اسمبلی
Sanddra Boser اسٹیٹ سیکرٹری وزارت تعلیم، سپورٹس، نوجوانان
Martina Hausler ممبر صوبائی اسمبلی
Thomas Poreski ممبر صوبائی اسمبلی

حضور انور نے فرمایا۔ امید ہے پاکستان کے حالات کے بارہ میں آپ کو پتا ہوگا۔ وہاں ہم Survive کر رہے ہیں لیکن مشکلات ہیں۔ اس لیے ہمارے بہت سے لوگ یہاں جرمنی آئے ہیں۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ان آنے والوں کو جگہ دی ہے۔

انٹیگریشن کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا کہ ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ اچھے انداز میں معاشرے میں انٹیگریٹ کریں۔ یہاں کی انتظامیہ کہتی ہے کہ زبان آنی چاہئے۔ زبان سیکھنے میں وقت لگتا ہے اور ہمارے احمدی احباب سیکھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

ایک مہمان نے مخالفت کے بارہ میں پوچھا تو اس پر حضور انور نے فرمایا جب تک ہمارے خلاف قانون موجود ہے اور مولوی کا فری ہینڈ ہے اُس وقت تک حالات بہتر ہونا مشکل ہیں۔

اس سوال پر کہ یو کے حکومت سے کیسے تعلقات ہیں حضور انور نے فرمایا ہمارے ہر کسی سے اچھے تعلقات ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم کسی پارٹی کے ساتھ شامل ہیں۔ یو کے میں لبرل ڈیموکریٹ کا لیڈر میرا ذاتی دوست ہے لیکن ہر پارٹی کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔

اس سوال پر کہ کیا جرمنی کے علاوہ مختلف ملکوں میں احمدی ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ہم آرگنائزڈ اور منظم ہیں اور ہر احمدی ایک ہاتھ کے تحت ہے۔ میرا خطبہ MTA پر ہر ہفتہ مختلف زبانوں میں نشر ہوتا ہے۔ ہر احمدی خواہ وہ افریقہ میں ہو، یورپ میں ہو، ایشیا میں ہو، یا امریکہ میں ہو کسی جگہ ہو اس کو ایک ہی پیغام پہنچتا ہے۔

کسی سیاسی پارٹی سے تعلق کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا یہ ہر احمدی کا ذاتی فیصلہ ہے کہ وہ کس پارٹی کو پسند کرتا ہے۔ یہاں جرمنی میں کچھ احمدی SDU، کچھ SPD اور کچھ گرین پارٹی کو پسند کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے بالکل آزاد ہیں۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

128 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

نمایاں کامیابی

مورخہ 20/جون 2023ء کو یونیورسٹی گلبرگہ کا 41 واں کانووکیشن گلبرگہ یونیورسٹی کے احاطہ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر بھون میں منعقد ہوا جس میں عزیزم شجر احمد ابن مکرم محمد عمر صاحب تیماپوری، انڈیا کو 2022ء کے سالانہ امتحان شعبہ قانون میں ایل ایل ایم کی ڈگری امتیازی نشانات سے کامیاب ہونے پر دو (2) Gold Medal دے کر تہنیت پیش کی گئی۔ اس موقع پر ریاستی گورنر کرناٹک، وائس چانسلر گلبرگہ یونیورسٹی، ریاستی وزیر برائے اعلیٰ تعلیم کرناٹک، حکومت ہند کے سیکرٹری برائے سائنس وٹیکنالوجی نے گولڈ میڈل سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو جماعت اور عزیزم کے حق میں مبارک فرمائے۔ آمین نیز روشن اور بابرکت مستقبل کیلئے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

(پروفیسر ڈاکٹر عبد الربّ صدر شعبہ اردو گلبرگہ یونیورسٹی کرناٹک انڈیا وسیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ گلبر)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج   جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

SK.KHALID AHMED
Mob.9861288807

M/S. H.M. GLASS HOUSE

Deals in : Glass, Fibres, Glas Channel & all type of feetings
CHHAPULIA BY-PASS, BHADRAK ODISHA- 756100

طالب دعا : شیخ خالد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران نیشنل مجلس عاملہ ناروے کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح وہدایات

جو واقفین نو ہیں، جو پندرہ سال کی عمر کے ہو جاتے ہیں، یا واقفات نو ہیں، ان سے پوچھیں کہ کیا طریقہ ہم اختیار کر سکتے ہیں کہ تم لوگ بہتر طور پہ جماعت سے attach رہو، کوئی نہ کوئی ان کی ایکٹوِیٹیز کے سامان کریں، ایسے پروگرام بنائیں جن میں وہ دلچسپی لے کر مسجد میں آئیں

اپنے ساتھ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ کی تنظیموں کو بھی توجہ دلائیں کہ وہ بھی اپنے خدام کو انصار کو لجنہ کو کہتی رہیں تو جب سارے مل کے کوشش کریں گے تو ایک consolidated کوشش ہوگی اس سے آپ کو نتائج اچھے بہتر ملیں گے

نصیحت کرو، نصیحت کرتے چلے جاؤ، نصیحت کرنا ہی ہمارا فرض ہے یہی ہمارا کام ہے، تھکنا نہیں، مایوس نہیں ہونا، ہمارا یہی کام ہے مسلسل کوشش

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 دسمبر 2021ء کو ممبران نیشنل مجلس عاملہ ناروے سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ ممبران نیشنل مجلس عاملہ نے اس آن لائن ملاقات میں مسجد بیت النصر Oslo، ناروے سے شرکت کی۔

دوران ملاقات ہر ممبر مجلس عاملہ کو حضور انور کے ساتھ بات کرنے اور راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور انور نے سیکرٹری صاحب مال سے ایسے احباب کے بارہ میں جو کہتے ہیں کہ وہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے چندہ نہیں دے سکتے فرمایا کہ ٹھیک ہے ان کو توجہ ہی دلانا ہے اور اس کے علاوہ تو نہیں کر سکتے۔ ان سے کہیں دیکھو تمہاری مجبوریاں ہیں تم نہیں چندہ دے سکتے تو نہ دو لیکن کم از کم نظام جماعت کو بتا دو کہ میں اس شرح سے یا کم شرح سے چندہ دے سکتا ہوں۔ ان کو یہ کہیں اگر ٹوٹل معاف کرانا ہے تو بھی، اگر حالات ایسے ہیں تو معاف ہو جائے گا لیکن اگر کم شرح سے دینا ہے تو پھر بھی دینا چاہئے تو ایمانداری کا تقاضا تو یہی ہے کہ یہ بتایا جائے۔ آپ ان کو آہستہ آہستہ پیار سے سمجھاتے رہا کریں۔ سمجھانا ہی ہمارا کام ہے اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

سیکرٹری صاحب مال نے بتایا کہ احباب جماعت ایسی درخواست لکھنے سے جھجکتے ہیں اور ان کو شاید شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان سے کہیں مجھے براہ راست خط لکھ دیا کریں۔ وہ آپ کو نہ دیا کریں وہ مجھے براہ راست لکھا کریں۔

سیکرٹری صاحب تعلیم القرآن نے عرض کیا کہ احمدیوں کی اکثریت روزانہ تلاوت قرآن کریم کی عادی ہے لیکن بعض افراد ایسے ہیں جو تھوڑے سست ہیں تو ان کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت اور شوق کو کیسے مزید اجاگر کیا جا سکتا ہے تا کہ سو فیصد احمدی قرآن کریم کی تلاوت کے عادی خود بھی ہو جائیں اور اپنے بچوں کو بھی قرآن کریم کی تلاوت کے عادی بنائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ آپ کے جو سیکرٹری صاحب تربیت ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ کے 62 فیصد لوگ جو ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں۔ نماز جو ایک بنیادی رکن ہے وہ اس کی اگر ادائیگی نہیں کر رہے تو اس کا مطلب ہے ان کے بچے بھی نہیں پڑھتے ہوں گے ان کو دیکھا دیکھی۔ یا اگر پڑھتے ہیں لوگ تو پانچ نمازوں کی بجائے دو یا تین نمازیں پڑھ لیتے ہیں ان کے بچوں پہ بھی یہی اثر ہوگا۔ اب کسی نے سوال کیا کسی بچے سے۔ بچے! دن میں کتنی نمازیں ہوتی ہیں اسلام میں؟ اس نے کہا تین۔ اس نے کہا تمہیں کس نے بتایا؟ کہتا ہے کہ میں نے تو اپنے ابا کو اتنی ہی پڑھتے دیکھا ہے۔ یا مسجدوں میں نمازیں جمع ہو گئیں تو بچے کو خیال ہو گیا کہ شاید مسجدوں میں نمازیں موسم کے لحاظ سے جمع ہو جاتی ہیں اس لیے تین نمازیں ہی ہوں گی حالانکہ یہ تو انتہائی صورت میں نمازوں کا جمع ہونے کی جو موسمی حالات یا وقت کے حالات ہوں ان دنوں میں ہوتا ہے۔ جب کھلا موسم ہوتا ہے ان دنوں میں پانچ نمازیں ادا کرنی چاہئیں تا کہ بچوں کی بھی تربیت صحیح ہو۔ تو بات یہ ہے کہ جب بنیادی چیز نماز ہے اسی کی طرف توجہ نہیں تو قرآن کریم کی تلاوت تو پھر بعد میں آتی ہے۔ تو وہ آپ نے مسلسل توجہ دلانی ہے۔ توجہ دلانا ہی آپ کا کام ہے۔ ان کو کہنا تم لوگ قرآن کریم پڑھو گے تو تمہیں قرآنی احکام کا بھی پتہ لگے گا یہی میں بار بار اپنے خطبات میں تقریروں میں بھی کہتا رہتا ہوں کہ قرآن کریم پڑھو قرآنی احکام آپ کو پتہ لگیں، اپنی میٹنگوں میں بھی یہی بتاتا رہتا ہوں اگر وہ سنتے ہوں پروگرام کہ اسی سے تم لوگوں کو پھر پتہ لگے گا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیے ہوئے ہیں۔ اگر وہی نہیں ہم پڑھ رہے ایک بات جو ہدایت نامہ ہمارے سامنے ہے اسی کو ہم پڑھ نہیں رہے تو ہمیں پتہ کیا لگے گا، ہمارے مقصد کیا ہیں، ہمارے فرائض کیا ہیں، ہماری ڈیوٹیاں کیا ہیں تو یہ توجہ دلانا مسلسل کام ہے ہمارا اس لئے سیکرٹری بنایا گیا ہے تعلیم القرآن۔ وہ آپ کرتے رہیں پیار سے سمجھاتے رہیں، توجہ دلاتے رہیں، بار بار کہتے رہیں اور یہی قرآن کریم کا حکم ہے۔ ذَكِّرْ۔ نصیحت کرو نصیحت کرتے چلے جاؤ۔ داروغہ تو ہمیں بنایا نہیں ہوا۔ اللہ میاں نے کہا ہے نصیحت کرو اور نصیحت کرنا ہی ہمارا فرض ہے یہی ہمارا کام ہے۔ آپ نے تھکنا نہیں۔ یہ ارادہ کرلیں کہ آپ نے تھکنا نہیں۔ کسی سے مایوس نہیں ہونا۔ ہمارا یہی کام ہے مسلسل کوشش کوشش کوشش اور کرتے جاؤ کوشش۔ اور اپنے ساتھ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی تنظیمیں ہیں لجنہ کی تنظیمیں ہیں ان کو بھی توجہ دلائیں کہ وہ بھی اپنے خدام کو انصار کو لجنہ کو کہتی رہیں تو اس سے جب سارے مل کے کوشش کریں گے تو ایک consolidated کوشش جو ہو گی اس سے آپ کو نتائج اچھے بہتر ملیں گے۔

سیکرٹری صاحب تربیت کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو لوگوں کو بتانا چاہئے کہ اگر وہ احمدی مسلمان ہیں تو انہیں اپنے فرائض کو ادا کرنا چاہئے۔ صرف عہد بیعت کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ آپ کو بنیادی اسلامی تعلیمات اور ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

سیکرٹری سمعی بصری سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو چند پروگرام بنانے چاہئیں اور انہیں ایم ٹی اے کو نشر کرنے کیلئے بھجوانا چاہئے۔ مثال کے طور پر ناروے ایک خوبصورت ملک ہے تو آپ کو اس ملک کے بارے میں چند ڈاکومنٹریز بنانی چاہئیں اور دیگر پہلوؤں پر بھی غور کرنا چاہئے۔

شعبہ امور عامہ کے متعلق حضور انور نے راہنمائی فرمائی کہ لڑائی جھگڑوں کا تصفیہ تو ایک ثانوی امر ہے، ورنہ شعبہ امور عامہ کی اصل ذمہ داری احمدیہ مسلم جماعت کے افراد کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ اس کا مقصد ان کی درست راہنمائی ہے اور کسی بھی مسئلہ کی صورت میں ان کی مدد کرنا ہے، مثال کے طور پر اگر وہ نوکری کیلئے کوشش کر رہے ہوں۔ ایسے افراد جو مشکل سے گزر بسر کر رہے ہوں تو اس شعبہ کو ان کے حالات کی آگاہی حاصل کرنی چاہئے اور ان کے خاندانی حالات کی بھی اور اگر وہ واقعی مشکل حالات میں گھرے ہوئے ہوں تو ان کے حالات بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سیکرٹری صاحب وقف نو نے عرض کیا کہ حضور یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ جب تک بچے پندرہ سال کی عمر کو آتے ہیں اس وقت تک ان کا معیار اور ان کی تربیت بہت اچھی ہوتی ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ والدین بھی بہت محنت کرتے ہیں ان کے ساتھ لیکن جیسے جیسے وہ خادم کی عمر میں جاتے ہیں اور بڑے ہونا شروع ہو جاتے ہیں ان کا رابطہ بھی جماعت سے کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کے نصاب کا معیار بھی کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ والدین سے بات کرتے ہیں تو والدین کہتے ہیں کہ بچے اب ہماری بات نہیں سنتے یا زیادہ ہماری بات کو مانتے نہیں۔ تو اس سلسلہ میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ اور لجنہ کو کوشش کرنی چاہئے۔ جب خدام الاحمدیہ اور لجنہ کی تنظیم میں وہ شامل ہوتی ہیں لڑکیاں اور لڑکے تو وہ اپنے پروگرام ایسے بنائیں کہ ان لوگوں کو جو ماحول میں باہر ان کو آزادی مل جاتی ہے باہر آنا جانا دوستوں میں پھرنا اٹھنا بیٹھنا زیادہ ہو جاتا ہے وہ ان کے مطابق plan بنائیں ان کو اپنے ساتھ جوڑ کے رکھیں اور اسی طرح آپ لوگ بھی صرف اپنے بڑھاپے والی سوچیں نہ نہ رکھیں۔ ان کیلئے کوئی plan بنائیں ایسا کہ ان کو ایکٹو کرنے والا ہو۔ ان کو باقاعدہ plan دیں۔ آپ نے بھی ایک رکھا ہوا ہے لائحہ عمل کہ یہ ہم نے لائحہ عمل بنا دیا ہے اب اسی پہ چلنا ہے۔ آپ اپنے ساتھ کوئی نوجوان نائبین شامل کریں اور ان کو کہیں ان نوجوانوں کو attract کرنے کیلئے ان کو اپنے ساتھ جوڑنے کیلئے اور اس سسٹم میں انٹیگریٹ کرنے کیلئے کس طرح ہم plan کر سکتے ہیں۔ خود لڑکوں سے سوال کریں جو واقفین نو ہیں جو پندرہ سال کی عمر کے ہو جاتے ہیں یا واقفات نو ہیں ان سے پوچھیں کہ کیا طریقہ ہم اختیار کر سکتے ہیں کہ تم لوگ بہتر طور پہ جماعت سے attach رہو۔ ان سے خود سوال کریں یہ۔ پھر ہر ہفتے اور ہر مہینے یا مہینے دو مہینے بعد ان کا جائزہ بھی لیتے رہیں ان سے پوچھیں، ان کو بلائیں، ان سے ملیں۔ کوئی نہ کوئی ان کی ایکٹوِیٹیز کے سامان کریں۔ ایسے پروگرام بنائیں جن میں وہ دلچسپی لے کر مسجد میں آئیں۔ مسجد سے اٹیچ رکھنا اصل کام ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا اس میں انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کو بھی شامل کریں اور اپنی ٹیم کو بھی ذرا وسیع کر کے ان کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کریں اور خود ان سے یہ سوال کریں بچوں سے تا کہ ان میں یہ پیدا ہو کہ ہماری کوئی اہمیت ہے۔ دنیا داری صرف کوئی چیز نہیں ہے بلکہ ہم نے وقف کیا ہے۔ وقف کی اہمیت اگر آپ پندرہ سال کی عمر تک والدین نے تو محنت کر دی لیکن اگر آپ نے پندرہ سال کی عمر تک بچوں کے ذہنوں میں خدام الاحمدیہ نے بھی لجنہ نے بھی اور آپ نے بھی یہ راسخ کر دیا کہ تم وقف نو ہو اور وقف نو کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ کینیڈا میں ایک خطبہ میں مَیں نے بہت ساری ذمہ داریاں بتائی تھیں کیا ذمہ داریاں ہیں وہ ہر ایک کو بتائیں ہر ایک کو یاد کرائیں ان کو پتہ ہو ہر مہینے ان کو اس کی جگالی کرتے رہیں یاددہانی کرواتے رہیں تو جب پندرہ سال کی عمر کو وہ پہنچیں گے تو ان کے ذہنوں میں بیٹھ چکا ہو کہ ہم کون ہیں۔ پندرہ سال تک جو ماں باپ نے کر لیا وہ تو کر لیا آپ نے کوئی زیادہ خاص کوشش نہیں کی ہوتی۔ سوائے اس کے کہ دو مہینے بعد یا مہینے بعد ایک اجلاس کر لیا یا ان کی ایک لسٹ بنا دی یا اجتماع کر لیا سال میں ایک دفعہ۔ تو جب ایسی صورتحال ہے تو آپ نے دیکھنا ہے کہ بچپن سے ہی آپ نے ان کو کس طرح قابو کرنا ہے۔ اپنے ساتھ اس طرح ہلا لینا

خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اسلام کی اشاعت دنیا میں امن کا قیام براہ راست نظام خلافت سے منسلک ہے
اس لئے مَیں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے مضبوط تعلق بنا کے رکھیں اور ہمیشہ اس کے وفادار رہیں

آپ کو اپنے بچوں کو بھی خلافت کی اہمیت بتانی چاہئے اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آنے والی نسلیں خلافت احمدیہ کی مبارک پناہ، راہنمائی اور حفاظت کے اندر رہیں

مَیں ہر احمدی کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ MTA دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے، آپ کو خاص طور پر میرے خطبے اور دوسرے مواقع پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہئے

جماعت احمدیہ سیرالیون کے 58ویں جلسہ سالانہ منعقدہ 10 تا 12/فروری 2023ء کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی بسیرت افروز پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ مورخہ 10، 11 اور 12/فروری 2023ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور وہ تمام لوگ جو اس واحد اور خاص مقصد کیلئے جمع ہوئے ہیں بے پایاں روحانی فیوض حاصل کریں۔ اور اللہ کرے کہ آپ اچھائی، نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

یہ بہت اہم ہے کہ آپ جلسہ میں شامل ہونے کا مقصد بھی پورا کریں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بِالمُوَاجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اُخوت استحکام پذیر ہوں گے۔......‘‘

(اشتہار 27/دسمبر 1892ء، مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 360، ایڈیشن 2019ء)

اس لیے جلسہ کا اجتماع دنیاوی فوائد کے حصول کیلئے نہیں ہے۔ نہ ہی میلہ ہے۔ بلکہ روحانی ماحول سے حصہ لینے اور اپنے اخلاق میں بہتری پیدا کرنے کا ایک موقع ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں:

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاءِ کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔‘‘

(اشتہار 27/دسمبر 1892، مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 361 ایڈیشن 2019)

چنانچہ آپ لوگوں کو محض اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آپ نے مسیح موعودؑ اور مہدیؑ کو قبول کر لیا ہے۔ جس کی آمد کے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آگاہ کیا تھا بلکہ آپ کو ہر وقت اپنی بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ آپ کو اپنی تمام قابلیتیں اور استعدادیں استعمال کرتے ہوئے اپنا مذہبی علم اور عقائد کے فہم کو بڑھانا چاہئے۔ اور اپنی روحانی حالت کو اس درجہ تک بڑھانا چاہئے جس کی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت سے توقع کی ہے۔ لہٰذا اگر آپ اپنے ذاتی رویے کا خود سے محاسبہ کرتے رہیں اور مزید بہتر احمدی بننے کی مسلسل کوشش کرتے رہیں تو آپ اس جلسہ میں شامل ہونے کے مقصد کو پانے والے ہوں گے۔

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت اور درحقیقت دنیا میں امن کا قیام بھی براہ راست نظام خلافت سے منسلک ہے۔ اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے مضبوط تعلق بنا کے رکھیں اور ہمیشہ اس کے وفادار رہیں۔ آپ کو اپنے بچوں کو بھی خلافت کی اہمیت بتانی چاہئے اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آنے والی نسلیں خلافت احمدیہ کی مبارک پناہ، راہنمائی اور حفاظت کے اندر رہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ہر احمدی کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ MTA دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبے اور دوسرے مواقع پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہئے۔ درحقیقت MTA آپ کا خلافت سے مستقل رابطہ جوڑے رکھتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ مکرم موسیٰ میوہ صاحب سیرالیون جماعت کی خدمت کیلئے بطور نئے امیر جماعت مقرر ہوئے ہیں۔ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ ان کی عزت کریں، ان کے ساتھ مکمل تعاون کریں اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا ساتھ دیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں اور جماعت احمدیہ سیرالیون کے کام اور مشن کو آگے بڑھانے کے مقدس فریضہ کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ ان کی امارت میں جماعت کو غیر معمولی ترقیات سے نوازے۔

میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ تبلیغ ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ آپ کو سیرالیون کے تمام لوگوں تک احمدیت اور اسلام کا خوبصورت اور محبت بھرا پیغام پہنچانے کیلئے پہلے سے زیادہ دانشمندانہ منصوبے بنانے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئے۔ اللہ آپ سب کو اس کام کی توفیق دے۔

آخر پر میری اللہ سے دعا ہے کہ آپ کے جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور آپ سب کو اپنا ایمان مضبوط اور مستحکم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں تقویٰ اور اچھے اخلاق، اور اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی جانب جانے والی حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر اپنا رحم کرے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 27/مئی 2023)

......☆......☆......☆......

ہے کہ وہ آپ کی آواز پہ لبیک کہیں۔ صُرْھُنَّ۔ قرآن شریف نے کہا ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا اس طرح ہلا لو اپنے ساتھ پرندوں کو پھر جو تمہاری آواز دو گے تمہارے ساتھ آئیں گے دوڑے۔ تو آپ کی آواز پہ آنے چاہئیں۔ اس طرح ہلائیں اپنے ساتھ اس طرح جوڑیں۔

سیکرٹری صاحب وقف نو نے ایک اور سوال پوچھا کہ ناروے کا معاشرہ ہے کہ نارویجین چودہ پندرہ سال کی عمر میں سکول کے ساتھ جاب شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بچوں میں بھی یہ عادت پڑتی جا رہی ہے کہ نویں دسویں کلاس سے جاب شروع کر دیتے ہیں اور جاب اکثر ہفتہ اور اتوار کو ہوتا ہے اسکی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ جماعت کے پروگراموں میں بھی اور جماعتی باقی کاموں میں بھی......حضور انور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ یہ ان کو بتائیں ناں۔ پندرہ سال کی عمر میں جب آپ راسخ کر دیں گے ان کی ذمہ داریاں تو وہ نہیں کریں گے۔ دوسرے یہ کہ جاب اس لیے کرتے ہیں ان کے ماں باپ ان کو ناروے کے بچوں کو تو یہ کہہ دیتے ہیں ناں کہ ہم نے تمہیں اب کچھ نہیں دینا پندرہ سال کے ہو گئے ہو جاؤ کماؤ اور اپنی جو تم نے عیاشیاں کرنی ہیں، تم نے الکوحل پینی ہے، تم نے برگر کھانا ہے یا لڑکیوں سے دوستی کرنی ہے یا جو بھی بدمعاشیاں کرنی ہے جا کے کرو اپنے پیسوں سے ہم نے تمہیں اس کیلئے نہیں دینا۔ وہ تو اس لیے کرتے ہیں۔ تو احمدی بچوں کو تو یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ اور جب وہ کام کیلئے جائیں گے پھر اسی سوسائٹی میں جائیں گے انہی لوگوں میں اٹھیں بیٹھیں گے تو ظاہر ہے پھر وہی کام کریں گے۔ اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں پندرہ سال تک آپ ان کے ذہنوں میں راسخ کریں کہ تمہاری ضروریات کیا ہیں تمہاری preferences کیا ہیں تمہاری ترجیحات کیا ہیں۔ اگر تم جاب کرتے ہو تو ایک شریفانہ جاب ہونی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ تمہاری جاب کس مقصد کیلئے ہونی چاہئے۔ صرف اپنی فکر نہ کرو بلکہ یہ دیکھو کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے دنیا میں کتنے لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ اگر کرنا ہے تو لوگوں کیلئے کرو۔ ہاں اپنی ضروریات بھی پوری کر لو چھوٹی موٹی لیکن ہماری ترجیحات یہ ہیں دنیاداروں کی ترجیحات یہ ہیں پندرہ سال کی عمر بڑی میچور عمر ہوتی ہے۔ تیرہ چودہ پندرہ سال کی عمر میں اس میں بچے کے ذہن میں ڈال دیں میں نے دیکھا ہے جن لوگوں نے بچوں کے ذہنوں میں ڈالا ہے وہ بچے بڑے پکے ہوتے ہیں جنہوں نے تربیت نہیں کی ہوتی وہ نہیں ہوتے۔ تو یہ تو شعبہ بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی اور گھر والوں کو بھی مل کے کوشش کرنی پڑے گی۔ اسی کا پہلے بھی میں جواب دے چکا ہوں۔

اللہ حافظ و ناصر ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21/دسمبر 2021)

......☆......☆......☆......

JYOTI SAW MILL
SAWMILL
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
طالبِ دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

M.F. STEELS & ALUMINIUM
Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.
Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com
طالبِ دعا: شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

یہ فخر قرآنِ مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اُس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17 / مارچ 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال قرآن کریم کے نزدیک مذہب کا منصب اور انسانی قویٰ پر اس کا تصرف کیا ہونا چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ سوال کہ مذہب کا تصرف انسانی قویٰ پر کیا ہے انجیل نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا۔ کیونکہ انجیل حکمت کے طریقوں سے دور ہے۔ لیکن قرآنِ شریف بڑی تفصیل سے بار بار اس مسئلہ کو حل کرتا ہے کہ مذہب کا یہ منصب نہیں ہے کہ انسانوں کی فطرتی قویٰ کی تبدیل کرے اور بھیڑیئے کو بکری بنا کر دکھلائے بلکہ مذہب کی صرف علت غائی یہ ہے کہ جو قویٰ اور ملکات فطرتاً انسان کے اندر موجود ہیں۔ انکو اپنے محل اور موقعہ پر لگانے کی لئے رہبری کرے۔ مذہب کا یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی فطرتی قوت کو بدل ڈالے۔ ہاں یہ اختیار ہے کہ اسکو محل پر استعمال کرنے کیلئے ہدایت کرے اور صرف ایک قوت مثلاً رحم یا عفو پر زور نہ ڈالے بلکہ تمام قوتوں کے استعمال کیلئے وصیت فرمائے۔ کیونکہ انسانی قوتوں میں سے کوئی بھی قوت بری نہیں بلکہ افراط اور تفریط اور بداستعمالی بری ہے اور جو شخص قابل ملامت ہے وہ صرف فطرتی قویٰ کی وجہ سے قابل ملامت نہیں بلکہ انکی بداستعمالی کی وجہ سے قابل ملامت ہے۔

سوال قرآن کریم کی تعلیمات کس طرح کی ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ بات واقعی سچ ہے کہ جو مسلمان ہیں یہ قرآن شریف کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن اب خدا کا ارادہ ہے کہ صحیح معنے قرآن کے ظاہر کرے۔ خدا نے مجھے اسی لئے مامور کیا ہے اور میں اسکے الہام اور وحی سے قرآنِ شریف کو سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کی ایسی تعلیم ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں آ سکتا اور معقولات سے ایسی پُر ہے کہ ایک فلاسفر کو بھی اعتراض کا موقع نہیں ملتا۔

سوال قرآن کریم پر تدبر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے۔

سوال دل کو سخت سے نرم کرنے کیلئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دل کی اگر سختی ہو تو اسکو نرم کرنے کے لیے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے۔ پھر آگے چل کر اَور قسم کا چنتا ہے۔ پس چاہیے کہ ہر ایک مقام کے مناسبِ حال فائدہ اٹھاوے۔

سوال کب تک ہمیں قرآن کریم کا کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: قرآن شریف میں سب کچھ ہے مگر جب تک بصیرت نہ ہو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

سوال قرآن مجید کو کیا فخر حاصل ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ فخر قرآنِ مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اُسکے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔

سوال قرآن کریم کی اغراض کی کون سی دو صورتیں ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآنِ شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک صُوری اور ایک معنوی۔ صُوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے۔ جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اسکی برکات وانوار و رحمتِ الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔

سوال لوگوں میں کس قدر شرک و بدعت پھیلی ہوئی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ میں ایک فقرہ بتلاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارت اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسلام میں کفر و بدعت الحاد زندقہ وغیرہ اسی طرح سے آئے ہیں کہ ایک شخص واحد کی کلام کو اس قدر عظمت دی گئی جس قدر کہ کلام الٰہی کو دی جانی چاہئے تھی۔ صحابہ کرامؓ اسی لئے احادیث کو قرآن شریف سے کم درجہ پر مانتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بوڑھی عورت نے اٹھ کر کہا کہ حدیث میں یہ لکھا ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ میں ایک بڑھیا کے لیے کتاب اللہ کو ترک نہیں کرسکتا۔

سوال ایک مومن کی زندگی کا کیا مقصد ہونا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مومن کو اپنی زندگی کا مقصد صرف دنیا کمانا نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا جو مقصدِ پیدائش بتایا ہے کہ صحیح عابد بن کے رہنا، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ہمیں اس کی تلاش کرنی چاہیے۔ زکوٰۃ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم بھی اس لیے ہے کہ وہ مال صرف اپنی خواہشات پوری کرنے کیلئے ہی نہ ہو بلکہ اس کو دین کی ترقی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لیے بھی خرچ کیا جائے۔

سوال قرآن کریم کی عظمت کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنِ کریم کی عظمت بیان فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی عظمت کے بڑے بڑے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں عظیم الشان علوم ہیں جو توریت و انجیل میں تلاش کرنے ہی عبث ہیں۔ اور ایک چھوٹے اور بڑے درجہ کا آدمی اپنے اپنے فہم کے موافق ان سے حصہ لے سکتا ہے۔ قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سوشاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے کیا محاسن بیان فرمائے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جاننا چاہئے کہ قرآن کریم وہ یقینی اور قطعی کلام الٰہی ہے جس میں انسان کا ایک نقطہ یا ایک شعشہ تک دخل نہیں اور وہ اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کا ہی کلام ہے اور کسی فرقہ اسلام کو اسکے ماننے سے چارہ نہیں۔ اس کی ایک ایک آیت اعلیٰ درجہ کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے وہ وحی متلوّ ہے جس کے حرف حرف گنے ہوئے ہیں۔ وہ بباعث اپنے اعجاز کے بھی تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ انبیاء اور رسل کو کیوں بھیجتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسل کو اسی لئے بھیجا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اسلئے نازل فرمائی کہ دنیا اس زہر سے ہلاک نہ ہو بلکہ اسکی تاثیرات سے واقف ہو کر بچ جاوے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی کیا خوبیاں بیان فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی خوبیاں بیان فرماتے ہیں: قرآن شریف میں دو امر کا التزام اول سے آخر تک پایا جاتا ہے۔ ایک عقلی وجوہ اور دوسری الہامی شہادت۔ یہ دونوں امر فرقان مجید میں دو بزرگ نہروں کی طرح جاری ہیں جو ایک دوسرے کے محاذی اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ قرآنِ شریف کا یہ مقصد تھا کہ حیوانوں سے انسان بناوے اور انسان سے بااخلاق انسان بناوے اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بناوے۔

سوال مسلمانوں کی ترقی کس پر مشروط ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔ قرآنِ شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجارت، زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں منع نہیں کیا مگر ہاں اسکو مقصود بالذات قرار نہ دیا جاوے بلکہ اسکو بطور خادمِ دین رکھنا چاہئے۔ زکوٰۃ سے بھی یہی منشا ہے کہ وہ مال خادمِ دین ہو۔

......☆......☆......

اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنیوالا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اُسکو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور انکی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24 / مارچ 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 3 اور 4 کی تلاوت فرمائی: هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ۔ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ یعنی وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اسکی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کی کیا غرض بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کیلئے آنیوالا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اُسکو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور انکی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں۔

سوال ایمان کو دوبادہ قائم کرنا کس طرح یقینی طور پر ثابت ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایمان کو دوبارہ قائم کرنا اس لئے یقینی طور پر ثابت ہوا کہ مسیح موعود ہی فارسی الاصل ہے اور اُسی کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ۔

سوال 23 مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں کس نام سے یاد کیا جاتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 23 / مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں یوم مسیح موعود کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سوال 23 / مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں کیوں اہمیت کا حامل ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 23 / مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں آپؑ نے مخلصین سے پہلی بیعت لی اور یوں مخلصین کی ایک جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ رسالہ انجام آتھم میں اپنے کون سے الہام کا ذکر فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْکَ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے ہزارہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7/اگست 2023ء بروز سوموار بارہ بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ امۃ الجمیل صاحبہ

اہلیہ مکرم مرزا یوسف اختر صاحب (نیو کاسل، یو.کے)

31/جولائی 2023ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے بھائی کی پوتی تھیں۔ 2019ء میں کراچی سے یوکے شفٹ ہوئیں۔ کراچی میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھیں۔ آپ کا سکول احمدیہ مشن ہاؤس کے طور پر مشہور تھا۔ نیو کاسل آنے کے بعد آپ کو مقامی سطح پر خدمت کا موقع ملا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔ نیو کاسل کی مسجد کی تعمیر میں زیور پیش کرنے کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ نعیمہ بشریٰ گلزار صاحبہ

اہلیہ مکرم ڈاکٹر گلزار احمد انجم صاحب (اسلام آباد)

7/مئی 2023ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، مالی قربانی میں پیش پیش، صلہ رحمی کرنے والی اور خلافت سے محبت اور عقیدت کا تعلق رکھنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے نفسیات میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے برمنگھم یونیورسٹی سے مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ آپ نے ربوہ میں نظارت تعلیم کے سپیشل بچوں کیلئے بنیادی ہدایات مہیا کیں، لیکچر دیے اور ٹیچر تیار کیے اور بچوں کو کام پر لگوایا۔ نیز معذور بچوں کیلئے متعدد کتب بھی لکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور تفسیر کبیر بہت شوق سے پڑھتی تھیں اور ہر علمی بات شیئر کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

(2) مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب مرحوم (ربوہ، حال لاس اینجلس امریکہ)

4/جون 2023ء کو 86 سال کی عمر میں امریکہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم فضل کریم صاحب اپنے خاندان میں واحد احمدی تھے۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنے والی، تہجد گزار، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، غریبوں کی ہمدرد اور خلافت کی اطاعت گزار ایک نیک مخلص خاتون تھیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے شامل ہیں۔ آپ جماعت کے معروف شاعر اور ریجنل امیر بیت الفتوح مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب کی والدہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شکیل صدیقی صاحب برکینا فاسو میں مربی تھے اور 29 سال کی عمر میں وہیں پر وفات پاگئے تھے۔ آپ کے ایک پوتے مکرم مصطفی صدیقی صاحب (مربی سلسلہ) آجکل عربی ڈیسک یوکے میں کام کر رہے ہیں۔

(3) مکرمہ فرحت جبین صاحبہ

اہلیہ مکرم منصور احمد صاحب (شموگہ، انڈیا)

13/ جون 2023ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مکرم غلام قادر شرق صاحب کے ذریعہ سے آئی جنہوں نے 26/جولائی 1907ء کو بذریعہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، غریب پرور، خوش مزاج، مہمان نواز، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، ایک ہر دلعزیز، نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم عمر شریف ساحل صاحب (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) کی خالہ تھیں۔

(4) مکرم شریف احمد (متو) صاحب (اسلام آباد)

29/جون 2023ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے رضی اللہ عنہ اور حضرت برکت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے پوتے اور مکرم مولوی صالح محمد صاحب (سابق تجارتی مبلغ گھانا) کے بیٹے تھے۔ آپ نے کراچی اور اسلام آباد میں تقریباً 60 سال تک مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ جن میں صدر جماعت کے علاوہ سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری ضیافت، امین اور زعیم انصار اللہ کے عہدے شامل ہیں۔ گھر میں نماز سنٹر بنایا ہوا تھا۔ مرحوم بہت شفیق، نرم دل، مہمان نواز، غریب پرور اور خدمت کا بے لوث جذبہ رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرکز سے آنے والے مہمانوں کی خدمت بڑی خوش دلی سے کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ شامل ہیں۔ آپ مکرم محمد اسلم خالد صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے) کے کزن تھے۔

(5) مکرمہ نعیمہ اختر منہاس صاحبہ بنت مکرم محمد شفیع منہاس صاحب مرحوم (166 مراد ضلع بہاولنگر)

22/جون 2023ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم میاں غلام قادر منہاس صاحب مرحوم کی پوتی تھیں جنہیں سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کرنے اور حضورؑ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی توفیق ملی۔ مرحومہ صابرہ وشاکرہ، متوکل علی اللہ، نفاست پسند، قربانی کے جذبہ سے سرشار، تقویٰ شعار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم خالد احمد منہاس صاحب (مربی سلسلہ کینیڈا) کی پھوپھی تھیں۔

(6) مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ

اہلیہ مکرم چودھری محمد خان صاحب (بکھو بھٹی ضلع سیالکوٹ)

یکم جولائی 2023ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا اور نانا دونوں نے پارٹیشن سے پہلے قادیان جا کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحومہ نے لمبا عرصہ مقامی مجلس بکھو بھٹی میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، غریبوں اور مسکینوں کا خیال رکھنے والی ایک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ بے انتہا عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم ریحان احمد خان صاحب (مربی سلسلہ) کی دادی اور مکرم عبد العزیز بھٹی صاحب مربی سلسلہ پاکستان، مکرم سفیر الرحمان ناصر صاحب اور مکرم حبیب الرحمٰن صاحب (مربیان سلسلہ جرمنی) کی تائی اور مکرم خالد احمد منہاس صاحب (مربی سلسلہ کینیڈا) کی خالہ تھیں۔

(7) مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ

اہلیہ مکرم نصیب احمد صاحب (کارکن وکالت تبشیر ربوہ)

3/ جولائی 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے واقف زندگی شوہر کے ساتھ انتہائی وفا کے ساتھ تعلق نبھایا اور تنگی کے حالات میں بھی کبھی کسی قسم کا کوئی شکوہ نہیں کیا۔ بچوں کی اچھے رنگ میں تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں آٹھ بچے شامل ہیں۔ چھوٹے بیٹے مکرم فخر احمد صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ کے آخری سال میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔ باتیں تو لوگ کرتے ہیں آج بھی کرتے ہیں لیکن اس وقت تو کوئی مقابلے پہ نہیں آیا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈوئی کے نشان کا کیا ذکر فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈوئی کے نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وہ ڈاکٹر ڈوئی جو امریکہ اور یورپ کی نگاہوں میں بادشاہوں کی طرح اپنی شوکت اور شان رکھتا تھا اس کو خدا نے میرے مباہلہ اور میری دعا سے ہلاک کیا اور ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ اور یہ واقعہ دنیا کے تمام نامی اخباروں میں شہرت پاکر ایک عالمگیر شہرت کے رنگ میں زبان زدِ عوام وخواص ہوگیا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی غلام دستگیر قصوری کے نشان کا کیا ذکر فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اَور نشان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب میں دعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اس کو ہلاک کرے۔ پھر اس دعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہوگیا یہ کس قدر مخالف مولویوں کیلئے نشان تھا اگر وہ سمجھتے۔

سوال دوسرا گروہ جو آیت موصوفہ بالاصحابہ کی مانند ہیں وہ کون سا گروہ ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالاصحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا اور آیت اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ میں جو اس گروہ کو مِنۡہُمۡ کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے۔

سوال آج مسلمان اگر اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ جو مسیح و مہدی آنے والے تھے وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں تو کیا ہوگا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: آج مسلمان اگر اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ جو مسیح و مہدی آنے والا تھا وہ آ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی عاشق اور غلامِ صادق بھی یہی ہے اور اس کی بیعت میں آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بموجب ضروری ہے اور کامل وفا کے ساتھ اس کی بیعت میں شامل ہو جائیں تو مسلمان ان کو ماننے کے بعد دنیا میں اپنی برتری منوا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں ورنہ یہی ان کا حال رہنا ہے جو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل اور سمجھ دے۔

سوال خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس طرح کے زمانے میں مبعوث کیا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ایسے وقت میں اور ایسے زمانہ میں جبکہ خدا شناسی کی روشنی کم ہوتے ہوتے آخر ہزارہا نفسانی ظلمتوں کے پردہ میں چھپ جاتی ہے بلکہ اکثر لوگ دہریہ کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور زمین گناہ اور غفلت اور بے باکی سے بھر جاتی ہے خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال اور عزت تقاضا فرماتی ہے کہ دوبارہ اپنے تئیں لوگوں پر ظاہر فرماوے سو جیسا کہ اس کی قدیم سے سنت ہے ہمارے اس زمانہ میں جو ایسے ہی حالات اور علامات اپنے اندر جمع رکھتا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اس تجدیدِ ایمان اور معرفت کیلئے مبعوث فرمایا ہے اور اسکی تائید اور فضل سے میرے ہاتھ پر آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اسکے ارادہ اور مصلحت کے موافق دعائیں قبول ہوتی ہیں اور غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور حقائق اور معارفِ قرآنی بیان فرمائے جاتے اور شریعت کے مُعۡضِلَاتۡ و مشکلات حل کئے جاتے ہیں

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا اثر کس طرح ہوتا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کی قبولیت کے نشان کے طور پر قبولیت دعا کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتی میں داخل ہے......عبد الکریم نام ولد عبد الرحمٰن ساکن حیدر آباد دکھن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے۔ قضاء قدر سے اس کو سگِ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اس کو معالجہ کیلئے کسولی بھیج دیا......تھوڑے دن گذرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے۔ جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہوگئی۔ تب اس غریب الوطن عاجز کیلئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کیلئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی......کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اسکا کوئی علاج نہیں ......میرا دل اس کیلئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی ......میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہوگئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کیلئے ڈاکٹر مقرر ہیں انہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔ ☆

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 5 - October - 2023 Issue. 40

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

غزوۂ بدر کے بعد وقوع پذیر ہونے والے بعض واقعات کا بیان اور توہین رسالت کی سزا سے متعلق ایک مشتبہ روایت پر سیر حاصل بحث

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 ستمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جنگ بدر کے بعد کے واقعات کا ذکر ہو رہا تھا۔ ان واقعات سے جہاں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور زندگی کے متعلق پتا چلتا ہے وہاں بعض تاریخی باتیں بھی علم میں آتی ہیں۔ بعض غلط روایات کی نشاندہی بھی ہوتی ہے جنہوں نے اسلام کا غلط چہرہ غیروں کے سامنے پیش کیا ہے۔

آج جو واقعات مَیں بیان کرنے لگا ہوں ان میں پہلا واقعہ عمیر بن وہب کا ہے۔ یہ جنگ میں شکست کے بعد ناکامی کا بدلہ لینے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کیلئے مدینہ آئے تھے۔

ایک مرتبہ یہ حطیم کے پاس بیٹھے صفوان بن امیہ کے ساتھ جنگِ بدر میں شکست اور سرداران قریش کی ہلاکت کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ عمیر نے کہا کہ اگر مجھ پر ایک آدمی کا قرض نہ ہوتا اور مجھے اپنے بعد اپنے بیوی بچوں کی فکر نہ ہوتی تو مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے دونوں امور اپنے ذمہ لے لیے اور کہا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نعوذ باللہ قتل کر دو۔ عمیر نے اپنی تلوار کو زہر میں بھگویا اور مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینے پہنچ کر مسجد نبوی کے پاس اپنی اونٹنی کو بٹھایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا یہ خدا کا دشمن ضرور کسی برے ارادے سے آیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ پیغمبر خدا! عمیر بن وہب ننگی تلوار لیے آیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے آپ کے پاس لے آئے۔

عمیر نے جاہلیت کے طریق کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمیر! خدا نے ہمیں تمہارے اس جاہلیت کے سلام سے بہتر سلام سکھایا ہے۔

عمیر نے اپنی بات بیان کرتے ہوئے کہا کہ مَیں اپنے بیٹے کے سلسلے میں آیا ہوں جو آپ لوگوں کی قید میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس تلوار کا مقصد کیا ہے؟ لیکن عمیر نے دوبارہ یہی کہا کہ مَیں اپنے قیدی کے متعلق بات کرنے آیا ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ تم اور صفوان بن امیہ ایک روز حطیم کے پاس بیٹھے مقتولین بدر کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو بیان کر دی۔ عمیر یہ سب سن کر حیران رہ گیا اور فوراً اسلام قبول کر لیا۔ عمیر نے کہا کہ جب ہم دونوں نے یہ بات کی تب وہاں کوئی تیسرا نہ تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سوائے اللہ کے کسی نے نہیں بتائی۔ پھر عمیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مکے واپس جانے اور اہل مکہ کو اسلام کی دعوت دینے کی اجازت چاہی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی۔

دوسری جانب صفوان مکہ میں ہر ایک کو کہتا کہ جلد ہی مَیں تمہیں ایک ایسی خوش خبری سناؤں گا کہ تم بدر کا صدمہ بھول جاؤ گے۔ وہ ہر آنے والے سے عمیر کی کارگزاری کے متعلق پوچھا کرتا۔ آخر ایک روز اسے عمیر کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع مل گئی۔ جب عمیر مکہ پہنچے تو وہ سیدھے اپنے گھر گئے اور اہلِ خانہ کو اسلام کی دعوت دی۔ پھر صفوان کے پاس گئے اور اسے اسلام کی حقانیت پر آگاہ کیا۔ صفوان نے عمیر کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔

بدر کے بعد بعض لوگ مسلمان ہوئے مگر وہ منافقانہ رنگ رکھتے تھے۔ ان میں عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل اوس اور خزرج کے قبائل کا مشترکہ سردار بننے والا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد یہ ممکن نہ ہو سکا چنانچہ یہ اسلام کے خلاف مخفی سازشیں کرنے لگا۔

بدر سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنوسلیم اور بنوغطفان کے لوگ مدینے پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسلیم اور غطفان کی جانب پیش قدمی کا ارادہ فرمایا اور تین سو صحابہ کرام کے ہمراہ آپ روانہ ہو گئے۔

جب بنوسلیم اور بنوغطفان کو مسلمانوں کی اس اچانک آمد کی خبر ملی تو وہ خوفزدہ ہو گئے اور بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چھپے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام چند دن وہاں مقیم رہے اور اس دوران کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدِ مقابل آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ چونکہ یہ لوگ جنگ کے ارادے سے آئے ہوئے تھے اس لیے اس دور کے دستور کے مطابق ان کے مال پر قبضہ کرنا جائز تھا۔ پس ایک روایت کے مطابق اس جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مالِ غنیمت میں پانچ سو اونٹ ملے تھے۔

اس مہم کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ دن مدینہ سے باہر رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد شوال 2 ہجری میں خدا تعالیٰ کے حکم پر مسلمانوں کی پہلی عید الفطر منائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں عیدوں کے متعلق صحابہ کو فرمایا کہ ان دنوں میں کوئی شخص روزہ نہ رکھے بلکہ کھائے پیئے اور خوشیاں منائے۔

دونوں عیدوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے مشرقی جانب واقع عیدگاہ تشریف لے جاتے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسلام کی عیدیں اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتی ہیں اور ان سے اسلام کی حقیقت پر بڑی روشنی پڑتی ہے اور یہ اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ کس طرح اسلام مسلمانوں کے ہر کام کو ذکر الٰہی کے ساتھ پیوند کرنا چاہتا ہے۔

جنگِ بدر کے بعد اور جنگِ اُحد سے پہلے دو مشتبہ واقعات کا بھی ذکر ملتا ہے۔

پہلا واقعہ ایک یہودی عورت عصماء بنتِ مروان کے قتل کا ہے، یعنی اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا قتل کیا گیا۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت عمیر بن عدی ایک نابینا صحابی تھے۔ رمضان ۲ ہجری کے آخری ایام تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیرؓ بن عدی کو عصماء بنتِ مروان کی جانب بھیجا کیونکہ وہ اسلام کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ حضرت عمیرؓ رات کے اندھیرے میں اسکے گھر میں داخل ہوئے۔ اس عورت کے اردگرد اس کے بچے سو رہے تھے اور وہ اپنے ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ عمیرؓ نے اسکے سینے پر تلوار رکھی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر عمیر نے واپس آکر فجر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر بتایا کہ انہوں نے عصماء بنت مروان کو قتل کر دیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق جب عمیر بن عدی نے عصماء بنت مروان کو قتل کر دیا تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم ایسے شخص کی طرف دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اسکے رسول کی نصرت کی ہے تو عمیر بن عدی کی طرف دیکھ لو۔

استیعاب میں عمیر بن عدی کے حالات کے تحت لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کو بھی قتل کیا تھا کیونکہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ تاریخ و سیرت کی بعض کتابوں میں یہ واقعہ ملتا ہے مگر صحاحِ ستہ اور حدیث کی کسی بھی معتبر کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بعد کے زمانے کے بعض لوگوں نے اس طرح کے فرضی اور من گھڑت واقعات کو نہ صرف اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے بلکہ توہینِ رسالت کی سزا کے ضمن میں پیش کیا ہے۔

آج کل کے ملاں ایسے واقعات کو لے کر دلیل دیتے ہیں کہ جو توہین رسالت کرے اسے قتل کر دو۔ حالانکہ توہین رسالت کی کسی قسم کی کوئی سزا اسلام میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کے واقعات کی کوئی حقیقت ہے۔

مثلاً اگر اس حدیث کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سند کے لحاظ سے یہ روایت ضعیف ہے بلکہ اسے موضوع بھی کہا گیا ہے۔ درایت کے اعتبار سے بھی اس روایت پر بہت سے سوالات اٹھتے ہیں مثلاً صحابی نابینا ہونے کے باوجود بھی اس عورت کے گھر اکیلے کیسے پہنچے؟ عورت کو رات کے اندھیرے میں کیسے ڈھونڈ نکالا؟ اگر ٹٹول ٹٹول کر پہچانا تو اس کے باوجود بھی کوئی نہ جاگا۔ ٹٹول ٹٹول کر یہ بھی اندازہ لگا لیا کہ وہ عورت بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ پھر یہ کہ مقتولہ نے موت کو سامنے دیکھ کر بھی دفاع یا مزاحمت کی کوشش نہ کی۔ اس عورت کا خاوند وہاں سو رہا تھا اس کو بھی کوئی خبر نہ ہوئی۔ غرض اس طرح کے اور بہت سے سوالات اس روایت کے متعلق پیدا ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ شدت پسند ملاں نے اس قسم کے من گھڑت واقعات کو اہمیت دے کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو بدنام کیا ہے اور یہ ملاں آج کل اسی طرح کی من گھڑت کہانیاں بنا کر احمدیوں کے خلاف بھی شدت پسندی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔

خطبہ کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ دوسرا واقعہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے وہ ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad